لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱ | کلکته : جمعه - ۴ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري | نمبر - ۱

Calcutta : Friday 12 November. 1915.

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه ' از خامۀ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور ان کا نور علم براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاہ ولي الله قدس سرہ تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' ممکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرآنیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

اطلاع ضروری

(۱) ایک عرصہ کے صبر و انتظار اور تحمل مشکلات و صعوبات کے بعد، الحمد للہ کہ اللہ کی توفیق میسر آئی اور رسالہ جاری ہوگیا۔

(۲) لیکن اب اپنی موجودہ مشغولیتوں پر نظر ڈالتا ہوں، تو ایک ہی وقت کے اندر مختلف کاموں، اور مختلف قسم اور مختلف ضروریات و اسباب کے کاموں کا ایک ایسا ہجوم پاتا ہوں جن میں سے ہر کام بجائے خود ایک مستقل زندگی اور غیر مشترک وقت و صرف دماغ کا محتاج ہے

دارالارشاد کا سلسلہ جاری ہوچکا ہے - اور ابھی تو صرف روزانہ درس قرآن حکیم ہی کا سلسلہ شروع ہوا ہے، مگر بہت جلد دیگر دروس دینیہ و علمیہ کیلیے بھی وقت نکالنا پڑیگا اور بلا شبہ نصف زندگی کا وقت اسکے لیے مخصوص کردینا پڑیگا -

دوسرا اہم سلسلہ تصنیف و تالیف کا ہے - یہ پہلے بھی تھا، لیکن قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کے دو مختلف کام اب ایک ہی وقت میں شروع ہوگئے ہیں، اور بلا استثناء ہر روز تھوڑا سا وقت انکے لیے بھی نکالنا پڑتا ہے، علی الخصوص ترجمۃ القران کیلیے تو یہ بہت ہی ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ہوسکے اسے مکمل کردیا جاے - کیونکہ ترجمہ کے ساتھہ ساتھہ وہ چھپتا بھی جاتا ہے -

جو لوگ ان اشغال کا تجربہ رکھتے ہیں - علی الخصوص ترجمۂ و تفسیر جیسے اہم ترین مشغلۂ تصنیف کی ضروریات و مشکلات سے واقف ہیں، صرف وہی اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس عاجز کے لیل و نہار کس طرح بسر ہوتے ہونگے؟ علی الخصوص جبکہ دارالارشاد کی خدمات اور ایک ایسے ہفتہ وار رسالہ کی ترتیب کو بھی انکے ساتھہ شامل کرلیا جاے جیسا کہ یہ رسالہ ہے :

ومن شاء فلینظر الی فمنظری
نذیر الی من ظن ان الھوی سھل !

(۳) ان حالات کی وجہ سے یہ عاجز مجبور ہوا ہے کہ سردست کچھہ عرصہ کیلیے البلاغ کو ہفتہ وار کی جگہ مہینے میں دوبار شائع کرے، اور اس کمی کے معاوضہ میں ضخامت دوگنی کردی جاے - اس تغیر سے مضامین کی مقدار اور ترتیب میں تو کوئی فرق نہ ہوگا اور جہاں تک تصنیف و تالیف کا تعلق ہے، اتنی ہی محنت کرنی پڑیگی جسقدر ہفتہ وار ہونے کی صورت میں کرنی پڑتی ہے، تاہم ایک ہفتہ کے محدود اوقات کی جگہ دو ہفتہ کی نسبتاً وسیع مدت کے اندر رسالے کا ترتیب پانا کچھہ نہ کچھہ آسانی ضرور پیدا کردیگا، اور میرے لیے اتنا بھی بہت ہے -

ڈرتا ہوں کہ شاید بعض احباب کرام پر یہ عارضی تبدیلی شاق گذرے - لیکن اول تو انہیں اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ اور تمام اشغال بھی اسی مقصد وحید کیلیے ہیں، جسکے لیے وہ رسالہ کو عزیز رکھتے ہیں اور اگر اس جزئی تبدیلی سے دارالارشاد کی خدمت اور ترجمہ و تفسیر کی تکمیل میں مجھے کچھہ تھوڑی سی مدد ملجاے تو یہ بھی عظیم الشان کام ہیں، بلکہ نتائج میں رسالہ سے کہیں اہم تر - ثانیاً میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ حالت بالکل عارضی ہے اور جونہی ترجمۃ القرآن سے ذرا بھی اطمینان ہوا، معاً رسالہ اپنی اصلی حالت پر اجایگا اور بدستور ہفتہ وار شایع ہونے لگے گا - بہت ممکن ہے کہ دو چار نمبروں سے زیادہ اسکی نوبت ہی نہ آے، اور عنقریب ہفتہ وار اشاعت شروع ہوجاے - و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد !

ایڈیٹر

البلاغ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر - ۱ | کلکتہ : جمعہ - ۴ محرم سنہ ۱۳۳۴ ھجری | جلد ۱

Calcutta : Friday 12 November. 1915.

نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی !!

محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابی
فضاء عشق پر تحریر کی اس نے نوا ایسی
میسر جس سے آنکھوں کو ہے ابتک اشک عنابی

* * *

مرے دل نے یہ اکدن اُسکی تربت سے شکایت کی
نہیں ھنگامۂ عالم میں اب سامان بیتابی
تغیر آگیا ایسا مزاج اھل عالم میں
کہ رخصت ھوگئی دنیا سے کیفیت وہ سیمابی
فغان نیم شب شاعر کی بارگوش ھوتی ہے
نہ ھو جب چشم محفل آشنائے لطف بے خوابی
کسی کا شعلۂ فریاد ھو ظلمت ربا کیونکر
گراں ہے شب پرستوں پر سحر کی آسماں تابی

* * *

صدا تربت سے آئی : شکوۂ اھل جہاں کم کن
نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر میخواں چو محمل را گراں بینی

[اقبال]

(استدراک) صفحہ (۱۱) مذاکرۂ علمیہ کے مضمون میں جا بجا "کروماٹوفیل" کا لفظ آیا ہے - اسکا انگریزی املاء یہ ہے : Chromatophil

البلاغ

فاتحة "البلاغ"

بسم الله الرحمن الرحيم

(١)

الحمد لله الذي رضي لنا الاسلام دينا ، و نصب لنا الدلالة على صحته برهاناً مبينا ، و امرنا ان نستهديه صراطه المستقيـــم ، صراط الذين انعم الله عليهم من النبيئين و الصديقين و الشهداء و الصالحين (٦٨ : ٧١) غير المغضوب عليهـــم اليهود ، الذين لعنهم الله بكفرهم (٢ : ٨٢) و ضربت عليهم الذلة و المسكنة و باؤا بغضب من الله (٢ : ٥٨) و لا الضالين النصارى الذين ضل سعيهم فى الحيواة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون صنعا (١٨ : ١٠٤) و بدا لهم سيئات ما عملوا ، و حاق بهم ما كانوا به يستهزؤن ، و قيل اليوم ننساكم كما نسيتم لقاء يومكم هذا و ماوا كم النار و ما لكم من ناصرين - ذالكم بانكم اتخذتم آيات الله هزوا ، و غرتكم الحيواة الدنيا . فاليوم لا يخرجون منها و لا هم يستعتبون (٤٥ : ٣٤)

فسبحان الذي جعلنا امة التوحيد ، و جعل ديننا دين التوحيد ، و صراطنا صراط التوحيد ، و سياستنا سياسة التوحيد ، و اعز من استقاموا منا على التوحيد ، و اذل من انحرف منا عن محجة التوحيد ، ليعيدنا كما بدأنا الى التوحيد - انه هو يبدئ و يعيد ، و هو الغفور الودود ، ذوى العرش المجيد ، فعال لما يريد ! (٨٦ : ١٤)

و الصلوة و السلام على سيدنا و نبينا محمد خاتم انبيائه و رسله ، و صفوته من خلقه ، و حجته على عباده ، و امينه على وحيه ؛ الذى بعثه بتوحيد الالوهيه ، ليحرر الخلق من رق العبوديه ، للعوالم السماوية او الارضيه - و بتوحيد الربوبيه ، ليعتقهم من رق التقاليد الدينيه ، التي الحقها رؤساء الاديان بالشرائع الالاهيه - و بتوحيد السياسه ، ليكون الشعوب و القبائل امة واحده ، تضمها شريعة عادلة مقومة واحده ، و تتعارف بلغة واحده ، ليطلقهم من قيود الحكومة الشخصية الجائره ، و يفكهم من اغلال العصبية الجنسية و الوطنية الخاسره - فاهتدى بكتابه العقلاء المستقلون ، و ضل به السفهاء المقلدون - و عز باتباعه المومنون الصالحون ، و ذل باعراضهم المعرضون الخاسرون - و انه لقرآن كريم في كتاب مكنون ، لا يمسه الا المطهرون (٥٦ : ٧٩) تنزيل العزيز الرحيم لتنذر قوما ما انذر اباؤهم فهم غافلون (٣٦ : ٤) و ان في ذالك لرحمة و ذكرى لقوم يومنون (٢٩ : ٥٠) لا ياتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفه تنزيل من حكيم حميد (٤١ : ٤٢) قل هو للذين آمنوا هدى و شفاء ، و الذين لا يومنون في آذانهم وقر و هو عليهم عمى ، اولائك ينادون من مكان بعيد ! (٤١ : ٤١)

(و بعـــد)

اتى على الانسان حين من الدهر كان في طور اشبه بطور الطفوليه ، فسادت الاوهام و الخرافات على العقول البشريه ، و كثر بين الناس الدجالون المحتالون ، و الغازون الجائرون ، و الظالمون الضالون ، و السحرة و المشعوذون ؛ ملكوا نواصى الناس بافكهم و كذبهم ، و صاروا يتصرفون في جميع امورهم ، فما كان احد يقدم على عمل ما الا بحكمهم و الا سترشاد برايهم ، فكان الناس في ايديهم كالانعام بل هم اضل سبيلا : عقول فاسده ، و آراء كاسدة ، و افهام سانجه و بصائر قاصره ، و جهل و اوهام ، و خرافات و خزعبلات ؛ تقيمهم و تقعدهم ، و تفرحهم و تحزنهم ، و تخيفهم و تزعجهم - فاذا برق بارق من السماء ، ارتجفوا و اضطربوا - و اذا نزلت صاعقة من السحاب ، ماجوا و ارتعبوا - و اذا اصابهم مرض ، علقوا لدفعه الاوراق ، او استنجدوا براق - و اذا نظر الى بينهم ناظر - حوطوهم بالتمائم و اطلقوا حولهم بخور المباخر - و اذا كسفت الشمس او خسف القمر ، صاحوا و دقوا الدفوف و قرعوا الطبول ، لارضاء آلهتهم على ما يزعمون : و ما لهم به من علم الا اتباع الظن (٤ : ١٥٦) بل هم في شك يلعبون (٤٤ : ٩) و ما ظلمهم الله و لكن كانوا انفسهم يظلمون (٧ :

سن الله تعالى مع تلك الامم في هذ الطور سير الاب الحكيم مع ابنائه في طفوليتهم ، فبعث الله الي[هم] مبشرين و منذرين ، و انزل معهم الكتاب بالحق (٢ : ٢١٣) لهداية الناس و اصلاح شانهم في ...

و اعدادهم للسعادة فى معادهم - و قد مضت سنته في البشر ان يرتقي نوعهم بالتدريج و التحويل ، كما يرتقي افرادهم من طفولية الى تمييز و منه الى رشد و عقل - لذالك جعل خطاب الرسل و الكتب لهم في كل طور على حسب استعداد عقولهم : فخاطبهم طوراً بما يناسب مدركات الحس ، و طورا بما يناسب وجدان النفس ، و حملهم اولا على طاعة بالقهر و الالزام ، و جذبهم اليها ثانيا بالاقناع و ضرب الامثال - فرشدوا من وعظهم و نصحهم ، و وعدهم و وعيدهم خذلوا من كانوا متسلطين على عقولهم من الملوك و الكهنة و المشعوذين بما اجراه الله على ايديهم من المعجزات ظهر لهم من الايات البينات - ثم اخذ الله المعاندين المنكرين الذين خالفوا ضمائرهم ، و كابروا عقولهم و ابصارهم لم يميزوا بين الحق و الباطل ، و العالم و الجاهل ، و الغالب و المغلوب ، و الصادق و الكذوب ، و الظن و اليقين : لقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله و اجتنبوا الطاغوت ، فمنهم من هدى الله و منهم من حقت عليه الضلالة ، سيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ؟ (١٦ : ٣٨) كذالك فعل الذين من قبلهم فهل على الرسل الا البلاغ المبين ؟ (١٦ : ٣٧)

* * *

مضت الايام و الاعوام ، و توالت القرون و الاجيال - علت فيها الاقوام و سقطت ، و ارتفعت و انحطت ، جدت و سعدت ، و تخلفت و اتفقت ، و ذاقت من الايام آلاما ، و تقلبت فى السعادة و الشقاء اياما ، تنقل البشر من حال الى حال ، و ارتقوا من طور الى طور ، حتى اذا ما ارتقت عقولهم بتقلب الزمان ، استعدوا لتحكيم العقل و الفكر في مدركات الحس و الوجدان ، بعث فيهم خاتم النبيين و المرسلين ، الذي جعل الفكر النظر اساس الدين - و منحه دين الاسلام ، الذي كالعقل العام ، و المرشد الحكيم لجميع الانام ، الموافق لهم في كل مكان ، المنطبق على مصالحهم في كل زمان ، فهو للقبائل الساذجة كالمربي الرحيم ، و للشعوب الراقية كالامام الحكيم ، كلما ساروا فى العلوم و المدنية شوطا رأوه المجلي في ميدان السبق : سنريهم اياتنا فى الآفاق و في انفسهم حتى تبين لهم انه الحق (٤١ : ٥٣)

انزل عليه كتابا احتج على صحة العقائد بايات الله فى الانفس و الافاق ، و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مكارم الاخلاق ، و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الاحكام و السنن ، و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنكرات ما ظهر منها و ما بطن - جاء بالبينات و الهدى ، فنهي عن التقليد و اتباع الهوى ، و قرر حرية الوجدان و الاجتهاد ، في جميع الاعمال و الاعتقاد ، و عظم شان الفكر و العقل ، و جعله هو المخاطب بفهم النقل ، فمتاز دينه على سائر الاديان ، بانه دين الحجة و البرهان ، الناعي على متبعي الاوهام و الظنون ، بانهم لا يعقلون شيئا و لا يهتدون ، بل وصفهم بقوله : ان هم الا كالانعام بل هم اضل ، اولائك هم الغافلون (٧ : ٧٨) صم بكم عمي فهم لا يرجعـــون (٢ : ١٧)

* * *

كان لضلال البشر قبل الاسلام علتان : احداهما ضعف قوي الخلقة ، و ثانيهما الانحراف عن سنن الفطرة ، فكان من الضعف ان يعتقد الناس في كل مظهر من مظاهر الخليقة لا يعرفون علته انه هو القوة الغيبيه ، التي قامت بها جميع المظاهر و هي القوة الالاهيه ، فيعبدوا ذالك المظهر - و كان من الانحراف عن قوانين الفطرة ما كان من الاوضاع و البدع و الخرافات ، و التقاليد و الرسوم و العادات ، حتى جاء القران ينادي اليهم و هم غافلون : فاقم وجهك للدين حنيفا ، فطرة الله التي فطر الناس عليها ، لا تبديل لخلق الله ، ذالك الدين القيم و لكن اكثر الناس لا يعلمون (٣٠ : ٣٠) فعلم الناس ان الدين الحق اقامة الفطرة لا مقاومتها ، و الاستنارة بنور العقل لا اطفاؤه ، و لن العمدة في معرفة الاحكام ، و الحلال و الحرام ، اجتناب المضار و اجتلاب المنافع ، و درء المفاسد و طلب المصالح - فبهذا كان الاسلام هو الدين الاخير الذي اخرج البشر من حجر القصور و عبوديته ، الى فضاء الرشد و حريته ، و كان ناسخاً لما قبله من الاديان ، و لا يمكن ان ينسخ او ينقضي الزمان ، فتبارك الله الذي انزل على عبده الفرقان ، و علمه البيان ، ليكون للعالمين نذيرا (٢٥ : ١)

جاء الاسلام و العالم كله في تاخر من جميع الوجوه من جهة الدين ، من جهة العلم ، من جهة المدنيه ، من جهة السياسه ، فلم يمر قرن واحد حتى جدد للعالم كله دينا قيما ، و علما محكما ، و مدنية سعيده ، و سياسة رشيده ، و نشر ذالك كله في مشارق الارض و مغاربها ، بقوة الحق ، و سرعة البرق ، فاحيا به الارض بعد موتها ، و ارتفع كلمة الحق غاية الارتفاع و الاعتلاء ، بحيث صار اصلها ثابت و فرعها فى السماء (١٤ : ٢٤)

قضى الاسلام قضاء المبرم على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم للملوك المستبدين ، و الرؤساء الروحانئين ، و السادة الظالمين ، و القادة الغاوين ، و الهداة الضالين ، و لمظاهر الطبيعة و ما يمثلها فى الهيا كل من الاصنام ، و الطواغيت و الاوثان ، في اى لباس وجدت ، و في اى صورة ظهرت ، و تحت اى اسم عرفت ، فقرر حرية الوجدان و الاعتقاد ، و الاجتهاد الاستقلالي في العقائد و الاعمال ، و الشورى في السياسة و الاحكام ، و ابطل امتيازات الانساب و الاجناس ، التي كان يستعلى بها الناس على الناس ، بغير علم نافع ، و لا عمل رافع ، و جعل قاعدة الانسانية العامة

قوله عز و جل : يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر و انثى ، و جعلناكم شعوبا و قبائل لتعارفوا ، ان اكرمكم عند الله اتقاكم (٤٩ : ١٣)

* * *

جاء الاسلام و الناس شيع في الدين ، و ان كانوا الا قليلا في جانب من اليقين : يتنابذون و يتلاعنون ، و يزعمون في ذالک انهم بحبل الله مستمسكون ، فرقة و تخالف و شعب ، يظنونها في سبيل الله اقوي سبب ، فانكر الاسلام ذالك كله ، و صرح تصريحا لا يحتمل الريبة بان دين الله في جميع الازمان و على السن جميع الانبياء واحد : ان الدين عند الله الاسلام و ما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم بغيا بينهم (٣ : ١٩) شرح لكم من الدين ما وصي به نوحا و الذي اوحينا اليک و ما وصينا به ابراهيم و موسى و عيسى ، ان اقيموا الدين و لا تتفرقوا فيه (٤٢ : ١٣)

* * *

و جملة القول كان الاسلام نورو ضياء ، سطع في افق الجزيرة فعم الكون باسره و بهر الناظرين ، و كان المسلمون عصبة صالحة نبتت في منبسط الحجاز ، فتدلت علي المشرق و المغرب و قبضت علي نواصي المجد الاعلي ، فملكت زمام العالمين !

هذا هو شان الاسلام و هكذا كان المسلمون : نورا ساطعاً ، و مجدا طالعاً ، و نفوذا قاهرة ، و عزا باهرا ، و علما زاهرا ، و خلقا ساحرا - سياسة ملكت الاقطار و مصرت الامصار ، وكياسة ارتاحت لها القلوب ، و اطمأنت الامم و الشعوب ، لا يمسهم فيها نصب و لا يمسهم فيها لغوب : تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا (١٩ : ٦٤)

* * *

هكذا كان شان الاسلام و المسلمين و الامر على ذالك ، حتى عمل الشيطان مكائده عليهم ، و القى باسهم بينهم ، و افشى فيهم فتنة الشبهات و الشهوات ، و زينت لهم التقاليد و المبتدعات - ضلوا عن هدى القران المجيد ، بما وضع في عنقهم من رهق التقليد ، و دب الفساد الاجتماعي في جسم الامة ، و عم الظلم و الطغيان و الاسراف ، فافسد الاخلاق ، و اضعف النفوس ، و طبع على قلوب الامة بطابع القهر و العبودية ، حتى لا امر بمعروف و لا نهي عن منكر ، و لا تعاون على بر ، و لا تناصر على رفع ضر - فذهبت ريح الدولة و قوة الامة ، و استعد الفريقان بعملهم لنقمة الله تعالى بدلا من النصر و النعمة - فتمزق شمل المسلمين ، و اضاعوا السياسة و الدين ، و ردوا الامة اسفل سافلين ، فخسروا الدنيا و الاخرة : ذالك هو الخسران المبين (٢٢ : ١١)

الاسلام دين التوحيد ، و ما امر المسلمون الا ليعبدوا الها واحدا ، و يتبعوا دينا واحدا ، و يقيموا لهم اماما واحدا ، و يكونوا امة واحدة - لا يفرقهم نسب و لا لغة ، و لا وطن و لا جنس - و قد نهوا عن التفرق - كما نهوا عن الكفر ، فقال الله تعالى : واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا (٣ : ٩٨) و لا تكونوا كالذين تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البينات ، اولئك لهم عذاب عظيم (٣ : ١٠١) الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شي (٣٠ : ٣٢) و ما تفرق الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءتهم البينة ، و ما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين (٩٨ : ٤) فما اختلفوا حتى جاءهم العلم (١٣ : ٩٣) و اتيناهم بينات من الامر ، فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم (٤٥ : ١٦) لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم (٨ : ٤٧)

ان النبي صلى الله عليه و سلم بين مثل ذالك في قوله و عمله ، حتى لم يكن يغضب شئی كما يغضب اذا رای الاختلاف بين اصحابه قد افضي او كاد يفضي الى التفرق - و النقول في هذا كثيرة و حسبك ما رواه البخاري من وصيته صلى الله عليه وسلم : لا ترجعوا بعدی كفارا ، يضرب بعضكم اعناق بعض !!

و لكن خالفنا كل هذه النصوص ، فتفرقنا و تنازعنا ، و شاق بعضنا بعضاً بشبهة الدين ، اذ اتخذنا مذاهب متفرقة ، كل فريق يتعصب لمذهب ، و يعادی سائر اخوانه المسلمين لاجله ، زاعماً انه ينصر الدين ، وهو يخذله بتفريق كلمة المسلمين : هذا سني يقاتل شيعيا ، و هذا شيعي ينازل اباضيا ، و هذا شافعي يغری التتار بالحنفية ، و هذا حنفي يقيس الشافعية على الذمية ، و ها اولاء مقلدة الخلف ، يعادون من اتبع طريق السلف - حتى جنوا على التوحيد نفسه ؛ توحيد الالوهية بالتوجه الى غير الله ، و دعاء سواه ، و توحيد الربوبية بشرع ما لم ياذن به الله - فسلط الله على جميع هذه الاحزاب اعداء خضدوا شوكتها ، و زلزلوا دولتها : ذالك بان الله لم يک مغيراً نعمة انعمها على قوم ، حتى يغيروا ما بانفسهم ، و ان الله سميع عليم (٨ : ٥٥)

طريق الحق هو الوحدة و الاسلام : ان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (٦ : ١٥٣) و طرق الشيطان هي مثارات التفرق و الخصام : و لا تتبعوا خطوات الشيطان ، انه لكم عدو مبين (٨ : ١٤٢)

فقد كانت يهود امة واحدة مجتمعة على كتاب واحد ، فسول لهم الشيطان فتفرقوا و جعلوا لهم مذاهب و طرقا ، اضافوا الى الكتاب ما اضافوا ، و حرفوا من كلمة ما حرفوا ، و اتبعوا السبل فتفرقت بهم عن سبيل الله ، و ضربت

عليهم الذلة و المسكنة ' و مزقوا كل ممزق ' و باؤ بغضب من الله - و كذالك فعل غيرهم ' كانهم راؤا دينهم ناقصا فكملوه ' و قليلا فكثروه ' و واحدا فعددوه ' و سهلا فصعبوه ' فثقل عليهم بذالك ؛ فوضعوه ' فذهب الله بوحدتهم حتى لم تغن عنهم كثرتهم ' و سلط الله عليهم الاعداء ' و انزل بهم البلاء : سنة الله التي قد خلت في عباده و لن تجد لسنة الله تبديلا (٤٨ : ٢٣)

* * *

كان المسلمون في خير القرون امة واحده ' و كان العلماء فيهم ادلاء و نقلة لدين الله : متعاضدون متناصرون متحابون متعاشرون - و ما كان من اختلاف قليل رد الي الكتاب و السنه - ثم جاء عصر التابعين ' و ائمة المجتهدين ' رضوان الله عليهم اجمعين ' فسلكوا على اثارهم اقتصاصا ' و اقتبسوا عن مشكواتهم اقتباسا ' و كان دين الله اجل في صدورهم من ان يقدموا عليه رايا او تقليدا - و كانت تلك الازمنة مملوءة بالمجتهدين و ليس فيهم مقلدا ' بل كلهم مجتهدون ' يستمدون من اصلين الجليلين ' و هما كتاب الله و سنة رسوله : فان تنازعتم في شي فردوه الى الله و الرسول (٤ : ٥٩)

و لكن خلف من بعدهم خلوف فرقوا دينهم و كانوا شيعا ' فتقطعوا امرهم بينهم زبرا ' و كل حزب بما لديهم فرحون (٢٣ : ٥٦) فاستقرت المذاهب المدونه و هجر غيرها ' و جعلوا التعصب للمذاهب ديانتهم التي يدينون ' و رؤس اموالهم التي بها يتجرون ' و اخرون منهم قنعوا بمحض التقليد ' و قالوا : انا وجدنا اباءنا على امة و انا على اثارهم مقتدون (٤٣ : ٢٣) فصارت اقوال ائمتهم بمنزلة الاصلين ' و ذالك معني قوله تعالى : اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله (٩ : ٣٢) و حجروا على رب العالمين مثل اليهود ان لا يبعث بعد ائمتهم رايا مجتهدا ' و انكروا بالرسول حيث قال : " لا يزال يبعث على راس كل مائة سنة لهذه الامة من يجدد لها دينها "

و قالوا لم يبق في الارض عالم منذ الاعصار المتقدمه - فقالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد ابى حنيفه و ابي يوسف و زفر و محمد بن الحسن و الحسن بن زياد اللوءلوي (رحمهم الله تعالى) و قال بكر بن العلاء المالكي : ليس لاحد ان يختار بعد المئتين من الهجره - و قال اخرون : ليس لاحد ان يختار بعد الاوزاعي و الثورى و وكيع و ابن مبارك (رضي الله عنهم) و قالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد الشافعي و المزني (شكر الله مساعيهما) و كذا قالوا في التفسير و الحديث و الاصول ' حتى في العلوم الالية و العقلية ' فانظر كيف بدلوا الحق بالباطل ' و اشتروا الضالة بالهدى ' فما ربحت تجارتهم و ما كانوا مهتدين (٢ : ١٤)

و اختلف المقلدون فيمن يوخذ بقوله من المنتسبين اليه ' و يكون له وجها يفتي و يحكم به ممن ليس كذالك ' فجعلوهم ثلاث مراتب و قسموهم في عدة طبقات - ثم اختلفوا متى انسد باب الاجتهاد على اقوال كثيرة ما انزل الله بها من سلطان ' فقالوا ان الارض قد خلت من قائم لله بحجه ' و لم يبق فيها من يتكلم بالعلم و البصيرة ' و لم يحل لاحد بعد ان ينظر في كتاب الله و لا سنة رسوله لاخذ الاحكام و العلوم منهما ' و لا يقضى و لا يفتى بما فيهما حتى يعرضه على قول مقلده و متبوعه - و هذه الاقوال كما ترى قد بلغت من الفساد و البطلان و التناقض و القول على الله بلا علم و ابطال حججه و الزهد في كتابه و سنة رسوله و تلقي الاحكام منهما مبلغها ' و يكفي في فساد هذه الاقوال ان يقال لاربابها : فاذا لم يكن لاحد ان يختار بعد من ذكرتم ' فمن اين وقع لكم اختيار تقليدهم دون غيرهم ؟ و كيف حرمتم على الرجل ان يختار ما يوءديه اليه اجتهاده ؟ و ابحتم لانفسكم اختيار قول من قلدتموه و اوجبتم على الامة تقليده و حرمتم تقليد من سواه ؟ فما الذي سوغ لكم هذا الاختيار الذي لا دليل عليه من كتاب و لا سنة و لا اجماع و لا قياس و لا قول امام من ائمتكم ؟ فاذا كان لا يجوز الاختيار بعد المئتين عندكم ' فمن اين يساغ لكم و انتم لم تولدوا الابعد المئتين ؟

يا للعجب ! ان امام اشهب ' و ابن الماجشون ' و مطرف بن عبد الله ' و سحنون بن سعيد ' و من في طبقتهم من الفقهاء المدة الثالثه ' كان لهم ان يختاروا الى انسلاخ ذي الحجة من سنة مئتين ' فلما استهل هلال المحرم من سنة احدى و مئيه ' و غابت الشمس من تلك الليله ' حرم عليهم في الوقت بلا مهلة ما كان مطلقا لهم من الاختيار ! ! فانظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبيلا ؟ (١٧ : ٥٢)

شهد الله في كتابه انه جعل دين الاسلام يسراً ' لا عسر فيه و لا حرج : يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر (٢ : ١٨٥) هو اجتباكم و ما جعل عليكم في الدين من حرج (٢٢ : ٧٧) و اشهد رسوله صلى الله عليه و سلم على المومنين بذالك ' فقال : احب الاديان الى الله الحنيفية السمحه (١) و كان رسول الله صلى الله عليه و سلم ينهي عن كثرة السوال ' لانه سبب لكثرة التكاليف - و بين لنا ان الله سكت عن اشياء رحمة بنا و ان لا نكون كبني اسرائيل ' شددوا فشدد الله عليهم ' و لكن ها اولاء المتفقهة المقلدة جعلوا اليسر عسرا ' و السعة ضيقا و حرجا ' و السمحة شكسة شرسة ' و شددوا على انفسهم و على الناس ' و ان لم يشدد الله عليهم ' و بسبب هذا الغلو الذي نهي الله عنه و ذم اقواما عليه في قوله : يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم (٥ : ٨١) هجرت السلاطين المسلمين الشريعة في امر القضاء و السياسة '

(١) حديث صحيح رواه احمد ' و البخارى فى الادب ' و الطبراني من حديث ابن عباس -

بزعم و دعوى ان الشريعة شاقة و غير مطابقة لمصلحة الزمان ' و تركتها عامة الامة ايضا في اكثر احوالها ' و هم يمسون و يصبحون ' و لا يدرون ما ذا يعملون' تراهم في عدو الى الحيل يخبطون : ظلمات بعضها فوق بعض ! (٣٤ : ٣٠)

و لا تظن ان هذ الترک قريب العهد ' فانه لم ينقل الينا التاريخ ان طائفة من طوائف التقليد استطاعت اجراء شرؤنها على جميع قواعد و مسائل الفقهيه ' فمذهبهم ليس هو تمدهب عمل و اكتساب ثواب ' بل اعتقاد و اقوال و نزاع و جدال ' و تخاذل و افتراق ' و بلاء و شقاق ' و كان نتيجة هذا التقليد ان شوهوا وجه الشريعة الغراء' حتى ظن من صعف ادراكه ان الشريعة ليست سوى ما بايدى هولاء المقلده - فيا لله و للمسلمين من هذه الفاقرة التي هي اعظم مواقر الدين' و الرزية التي ما رزى بمثلها سبيل المومنين !

فان اهون الاختلاف اختلاف الصحابة و غيرهم من السلف في فهم الاحكام' مع عذر كل منهم لمخالفه بحيث لم يكونوا شيعا' نتفرق في الدين ' و تتعصب كل شيعة منها لبعض المخالفين ' فان مثل هذ الاختلاف طبيعي في البشر لا يمكن اتقاوه ' و لكن لما جاء دور التقليد و التحزب ' و التعصب للمذاهب ؛ حلت النقمه ' و تفرقت الكلمه ' و ذهبت الريح و الشوكة ' الى ان وصلنا الى هذه الدرجة من الضعف و الذل : ذهب ملكنا ' و صارت المملكة الكبيرة من ممالكنا تقع في قبضة الاجانب فلا يبالي بهم سائر المسلمين ! فاين الوحدة و الاخوة ؟ و التواد و التراحم ؟ و التعاون و التناصر ؟ و اين تمثيل مجموعهم بالجسد الواحد ؟ كل ذالک قد زال ' و كان مبدء زواله ذالک الاختلاف : فما لهولاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا ؟ (٤ : ٧٧)

اقرأ في التاريخ حوادث الفتن بين اهل السنة و الشيعه ' و بين المنتسبين الى السنة بعضهم مع بعض : بين الاشاعرة و الحنابله ' بين الحنفية و الشافعيه ' بين الشافعية و الحنبليه - و من اغرب ما تجد ان العدوان بين الشافعية و الحنفية كان من اسباب حملة التتار على المسلمين - تلك الحملة التي كانت اول صدمة صدعت بناء قوة المسلمين صدعا ' لم يلتئم من بعده و يعد كما كان : ذالک بما قدمت ايديهم و ان الله ليس بظلام للعبيـــد (٣ : ١٨٢)

ان رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : لتسون صفوفكم او ليخالفن الله بين و جوهكم (١) و لا يفهم هذه الحكمة النبوية الا العليم بصفات الانفس البشرية و اخلاقها و نظام الاجتماع الانساني - و من سنن الله في دالك ان ما يتفق فيه الافراد من الاعمال الظاهرة المشتركة بينهم ' يكون سبباً لا ئتلافهم و اتفاقهم و وحدتهم ' و الضد بالضد - و لذالك تتحرى الامم المرتقية فى العلم و النظام ' ان تربى افرادها على نظام واحد فى الاعمال الظاهرة ' و ان ينشر عاداتها في الامم الاخري ليجذب بها قلوبها اليها -

يا سبحان الله ! ان رسولنا لم يسمح لنا ان نختلف افرادنا في صف الصلواة فيتقدم بعضهم علي بعض ' و اقسم علي ان دالك يكون سبب اختلاف قلـوبنا ' و وقوع التفرق بيننا - ثم نحن نجيز لانفسنا ان نقيم في المسجد الحرام عـدة جمـاعات في وقت واحـد لاختـلاف المـذاهب ؟ و نعـد هـذا رحمـة بنـا ' و نعتـــقد بان الاختـلاف بين الامة رحمة ؟ فاى رحمة استفادها المسلمون من الاختلاف و الافتراق ' غير التذلل و التسفل و الشقاق ؟ افرايت لو لم توجد بدعة التحزب و التفرق من كل طائفة لتعليم معين ' هل كان وجد هذ الضلال ؟ ارايت لو ان المسلمين يعملون في كل عصر بقوله تعالى " فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله و الرسول " هل كان وجد هذ التفرق و التمزق و الانحلال ؟ لا ' لا ' و انما وجد بالتقليد الاعمى ' لان كل طائفة وثقت برؤسائها فاتبعتهم بغير دليل ' و سنزيد هذا بيانا في وقت اخر و حسبي الله و نعم الوكيل -

* * *

لقد بعث الله في القرون الخالية علماء اصفياء يجددون لهذه الامة امر دينها فكانوا فيها كانبياء بني اسرائيل - فمنهم من اهتدى بدعوته النفر و الرهط و الجماعه ' و منهم من حال الاضطهاد و ضعف الاستعداد دون الاهتداء به ' كانت العامة المسكينة تغتر بمقاومة فقهاء الرسوم و ساداتهم الحكام لا ولائك المصلحين المجددين ' و تتبعهم في ضلالهم' لان الناس على دين ملوكهم - حتى ان صوت حجة الاسلام احمد ابن تيميه قد خفت في هذه الامة المسكينة و هو اندي اصوات المصلحين ' و كتبه خفيت فيهم عدة قرون و هي اقوى و اظهر حجة من سائر كتب المسلمين !

* * *

آه ' ما اشد غفلة الناس عن حقيقة الاسلام ! اى سعادة للناس تعلو عرفان كل فرد من افرادهم انه ازتى من الاستعداد ما اوتيه من يوصفون بالولاية و القداسه ' و يدلون بالزعامة و الرياسه ؛ فمنهم من يستعبـــد الناس استعباداً روحانيا ' و منهم من يستعبدهم بها استعباداً سيا سيا و اخلاص كل فرد من افرادهم فى علمه الديني لله و علمه الدنيوي للناس ! هذه السعادة هي روح الاسلام و حقيقته حجبتها عن بعضهـم الرسوم العمليه ' و التقاليد المذهبيه ' و عن اخرين النزغات النظريه ' و التقاليد الوضعيه - فالاولون يرمون بالكفر او البدعة كل من خـالف مذاهبهم' و الاخرون ينبزون بالغـــباوة و التعصب كل من لم يستعذب مشربهم - فمتى يكثر المسلمون الخالصون المخلصون للاولين و الاخرين ' فيكونوا حجة الله عليهم و على جميع العالمين ' و اية الوحدة الفاضحة للمختلفين : و من احسن قولا ممن دعا الى الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمين (٤١ : ٣٤)

* * *

لا اصلاح الا بدعوة ' و لا دعوة الا بحجة ' و لا حجة مع بقاء التقليـــد - فاغلاق باب التقليـــد الاعمي و فتح باب النظر و الاستدلال هو مبداء كل اصـلاح ' و مفتاح النجاح و الفلاح - و السـلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ' اولائك الذين هداهم الله و اولائك هم اولوا الالباب (٣٩ : ١٩) (البقية تتلي)

(١) متفق عليه في الصحاح و السنن كلها و في رواية ابي داؤد " او ليخالفن الله بين قلوبكم " قال النووي معناه يوقع بينكم العداوة و البغضـاء - و قال القرطبي : تفترقون فياخذ كل واحد وجها غير الذي ياخذه صاحبه -

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلّت

به تقریب و رود مسعود یوم الحج و عید اضحی

الله اکبر، الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر، الله اکبر، و لله الحمد .

ما طفل کم سواد و سبق قصه هاے دوست
صد بار خواندهٔ و دگر از سـر گـرفتهٔ ایم

(۱)

قرآن حکیم نے دنیا کے سامنے حضرة ابراهیم خلیل الله (علی نبینا و علیه الصلواة و السلام) اور ان مصلحین صالحین کا جنهیں انکي تبعیت و معیت حاصل تهي، اسوۂ حسنه پیش کیا هے- یعني عملي زندگي کا ایک ایسا نمونه جسکي پیروی کي جاے :

قد کانت لکم اسوة حسنه في ابراهیم و الذین معه (۶۰ : ۴)	یقیناً تمهارے لیے حضرة ابراهیم کي زندگي میں، اور اُن کي زندگي میں جو ان اعلی ترین مدارج ایمان میں

اُنکے ساتهه نظر آتے هیں، پیروي و اتباع کیلیے ایک بهترین نمونه هے !

اس سے بهي بڑهکر یه که قرآن حکیم نے اپني ظهور دعوة کے اغاز هي میں صاف صاف اعلان کردیا که اسکي دعوة و حکمت دراصل ملة ابراهیمي هي کي تکمیل هے، اور اس سلسلے کي پهلي کڑي وجود ابراهیمي میں پنهاں تهي :

ملة ابیکم ابراهیم (۷۷ : ۲۲)	یه ملة تمهارے مورث اعلی ابراهیم کي هے!

قالوا کونوا هودا او نصاری تهتدوا، قل بل ملة ابراهیم حنیفا - (۱۲۹ : ۲)	مخالفین دعوة کهتے هیں نه یهودیت اور نصرانیت کا طریق اختیار کرو که اِنهي میں هدایت پاؤ گے - انسے کهدو که نه تو بني اسرائیل کي راه هماري راه هے اور نه نصراني

ضلالت کا طریقه همارا طریقه، هم تو ملة ابراهیمي کے پیرو هیں اور یهي حقیقي اور فطري راه هدایت هے -

پس ان دو حقیقتوں کے معلوم هونے کے بعد هر مومن بالقران کا پهلا فرض زندگي یه هو جاتا هے که حضرة ابراهیم کي زندگي کے ان مقامات و اعمال کي جستجو میں نکلے جنکو قران حکیم نے همارے لیے اسوۂ حسنه قرار دیا هے، اور ملة ابراهیمي کے اُن حقائق کو معلوم کرے جنکے اندر اسلام کي دعوة کا اصلي محور و مرکز پوشیده هے :

ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن، و اتبع ملة ابراهیم حنیفا ؟ (۱۱۲ : ۲)	اور اس ضلالت آباد عالم میں جهاں انساني فطرة کي هدایت طرح طرح کے انساني طریقوں اور غیر الهي راهوں میں گم هو گئي هے، اس شخص سے بهتر کس کا دین هوسکتا هے جو هر طرف سے

منهه موڑ کر صرف الله هي کے لیے هو گیا، اور اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں طریق "احسان" اختیار کیا، اور اسطرح ملة ابراهیمي کے حنیفي طریق کي پیروي کي که اسلام کي حقیقت یهي هے !

(حیات ابراهیمي)

یهي وجه هے که قرآن حکیم کے حصهٔ قصص میں حضرة ابراهیم کے وقائع زندگي کو ایک مخصوص عظمت و اهمیت حاصل هے اور قران کي تفسیر مکمل نهیں هوسکتي جب تک اِس زندگي کي ایک ایسي سوانح عمري مرتب نه کي جاے، جسکے اصولي ابواب صرف قرآن حکیم سے ماخوذ هوں - اگر ایک ایسي سوانح عمري مرتب هوجاے تو وه دراصل قران حکیم اور دعوة اسلامیه کے تمام مقامات و مراتب اور حقائق و معارف کے فهم و درس کے لیے ایک مرکز کا چراغ هو گا، جس سے تمام اطراف روشن هو جائینگے !

یه سوانح عمري بتلائیگي که اسلام کي تمام تعلیمات و احکام کي اصلي حقیقت کیا هے، اور وه کونسا محور هے جسکے گرد اسکا دائرۂ شریعت گردش کها رها هے ؟ اسي سوانح عمري سے معلوم هوگا که وه " امة مسلمه " جو وجود ابراهیمي میں پنهاں تهي (ان ابراهیم کان امة قانتا)، اور جو ایک انقلاب آور تاریخي دعا کي صداوں میں نمایاں هوئي (ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک !) اور بالاخر جسکي قبولیت کا ظهور اس خیرالامم " امة وسطا " کي تکمیل سے هوا جو تمام عالم کي اصلاح و سعادت کیلیے دائمي خلافة الهي کي مستحق ٹهري، اسکا مصدر حقیقي کیا تها ؟

و کذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا (۱۳۷ : ۲)	اور اسي طرح هم نے تم کو ایک درمیاني امة قرار دیا تاکه تم انسانوں پر انکي هدایت و سعادت کیلیے شاهد هو اور تم اپني شهادت کي روشني الله کے رسول سے حاصل کرو !

یه سوانح عمري اگرچه صرف ایک هي انساني وجود کے اعمال حیات کي سرگذشت هوگي، لیکن چونکه اس ایک وجود کے اعمال و ارادات کے اندر تمام نسل انساني کي مستقبل حیات ملي کا ماده پوشیده تها، اسلیے در اصل یه سعادت بشري کي ایک عالمگیر سرگذشت هوگي، اور اُن تمام سامي اقوام و ملل کي تاریخ سعادت و شقاوت کو واضح کردیگي جو عهد ابراهیمي کے بعد سے ابتک گذریں اور جنکي نسلیں اس وقت تک کرۂ ارضي کي سب سے بڑي پیداوار هیں- پس اگرچه وه ایک بیج کي سرگذشت هوگي جو ابسے چار هزار برس پهلے " وادي غیر ذي ذرع " کي ریتلي زمین میں ڈالا گیا لیکن چونکه سعادت بشري اور خلافة ارضي کا سب سے بڑا درخت اسي سے پهوٹا، اسلیے دراصل وه هر اس پته کي سرگذشت هوگي جسکا نموء اسکے اندر تها، اور هر اُس شاخ کي تاریخ بتلائیگي جو اس درخت سے نکلي اور پهیلي - هر پهل جو اسکي ڈالیوں میں لگا دراصل اسي بیج کا پهل تها - اور هر پهول جو اسکے پتیوں کے اندر سے نمایاں هوا، فی الحقیقت اسي فرد اول کا فرزند تها - قوة نباتي کي نشؤ و نما اگرچه هزارها افراد و اشکال میں سامنے آتي هے، لیکن جب نظر حقیقت شناس اسکي سیکڑوں ڈالیوں، هزاروں پهولوں، اور لاکهوں پتوں پر پڑتي هے، تو اس تمام کثرت کے اندر صرف اُس وحدة اولی هي کي هستي کو دیکهتي هے جسکے تنها وجود کے اندر درخت کا هر پته اور پته کا ایک ایک ریشه موجود تها - درخت کي شاخیں آسمان تک پهنچ جاتي هیں، اسکے ایک ایک پهل سے بے شمار بیج پیدا هوتے هیں، اور اُن میں سے هر بیج ویسا هي ایک نیا درخت پیدا کردیتا هے، لیکن ارواح نباتیه کي یه پوري کائنات خواه کتني هي زمین کي سطح پر پهیلے اور

فضاء آسماني ميں مرتفع هو' تاهم اسكے سوا كيا هے جو زمين كے اندر ايک چهوٹے سے دانے ميں پوشيده تها؟

كلمة طيبة كشجرة طيبة ' اصلها ثابت و فرعها في السماء - توتي اكلها كل حين باذن ربها ' و يضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون ! (۳۹:۱۴)

هدايت الهي كے كلمهٔ طيبه كي مثال يوں سمجهو گويا ايک مبارک اور پاک درخت هے جسكي جڑ تو زمين كے اندر محكم هے اور ٹهنياں فضاء آسماني ميں پهيلي هوئيں ! اپنے پروردگار كي ربوبيت كے احسان سے اُس نے ايسي نشو و نما پالي كه كبهي بهي بے برگ و بار نظر نهيں آتا اور هر وقت اسكي شاخيں پهلوں سے با مراد رهتي هيں - الله تعالى يه مثاليں انسانوں كے فهم و موعظة كيليے بيان كرتا هے ' تاكه وه عقل و بصيرة سے كام ليں' اور الله كي سچائي كي حقيقت كو سمجهيں !

(كائنات خلت)

وجود ابراهيمي كا مقام " خلت " كلمهٔ طيبه كا ايک بيج تها جس سے " **امة مسلمه** " كا " **شجرهٔ** طيبه " نكلا اور بلا شبه اسكي اصل **زمين ميں ثابت تهي اور ٹهنياں** فضاء ميں پهيل گئيں - ان ٹهنيوں كے پهيلاؤ اور انكے **برگ و بار** كي كثرت و وسعت سے در اصل ايک " كائنات خلت " يا ايک " عالم ابراهيمي " متشكل هوتا هے ' جسكا جغرافيه اگرچه زمين كے تمام گوشوں تک پهيل گيا ' ليكن وه مثل ايک دائرهٔ سعادت كے هے ' اور اسكا مركزي نقطه " اسوهٔ ابراهيمي " هي كا پاک بيج هے - پس اس تمام كائنات كي حقيقت اسي وقت واضح هو سكتي هے جبكه اسكے اصل و اساس كي حقيقت واضح هو جاے ' اور اسكا واضح هونا في الحقيقت سعادة و هدايت انسانيه كي ايک مكمل وقائع اور سرگذشت هوگي -

(تاريخ امة مسلمة)

قرآن حكيم نے بار بار اور صاف صاف اعتراف كيا كه اسلام ملة ابراهيمي هے - اس بنا پر " امة مسلمه " كا به حيثيت ايک ممتاز اور داراے خصائص امة كے ظهور بهي حضرة ابراهيم عليه السلام هي سے هوا - پس اسلام كي حقيقت اور امة اسلاميه كي پيدائش و نشوء كي تاريخ ' دونوں اس پر موقوف هيں كه حضرة ابراهيم كي حياة طيبه كے سوانح و مقامات ايک صحيح و حقيقي ترتيب و نظم كے ساتهه همارے سامنے موجود هوں -

يهي وجه هے كه قران حكيم كے قصص و وقائع كا سب سے زياده اعظم و اهم حصه حضرة ابراهيم كي حياة طيبه هے ' اور قران حكيم كي تفسير كبهي مكمل نهيں هوسكتي جب تک اس زندگي كي ايک ايسي سوانح عمري مرتب نه هو جاے جسكے تمام اصولي ابواب صرف قران حكيم هي سے ماخوذ هوں -

افسوس كه فن تفسير كا جو ذخيره اس وقت همارے پاس موجود هے' اسميں اس اهم اور اساسي موضوع كيليے كوئي منظم سامان نهيں نظر آتا ' اور اس سے بهي بڑهكر افسوس يه كه ارباب تفسير و تاويل ميں ايک بڑا گروه وه نظر آتا هے جو اسلام اور ملة ابراهيمي كے تعلق كو سمجهنے كيليے صرف اتنا كهدينا كافي سمجهتا هے كه حضرة ابراهيم نے ختنه كيا اور حج كے ظاهري رسوم كي بنياد ڈالي- يهي رسوم تهيں جنكے ليے خدا نے انهيں آزمايا اور كامياب پاكر مژده امامت ديا- گويا اس گروه كے نزديک يهي وه ابـراهيمي ورثه تهـا جو محمد الرسول الله (صلى الله عليه و سلم) كے حصه ميں آيا ' اور بس يهي عوائد و رسوم تهے جنسے ملة ابراهيمي مركب تها ! و ذالك مبلغهم من العلم !

(اُسوهٔ ابراهيمي)

اسوهٔ ابراهيمي كے متعلق چند مبسوط مقالات وقتاً فوقتاً الهـلال ميں شائع هوچكے هيں جنميں مختلف حيثيتوں سے اس " كائنات خلت " كے مختلف گوشوں پر نظر ڈالي گئي هے ' ليكن بحث و نظر كا اصلي حصه ابهي باقي هے - ضرورت هے كه اسميں ترتيب و تنظيم پيدا كيجاے ' اور ايک ايسي مرتب سوانح زندگي مدون كيجاے جسميں حيات ابراهيمي كے تمام مقامات ذهاب الى الله و وصول حقيقة دين فطرى كے وقائع ' اپني اصلي قراني ترتيب كے ساتهه آ جائيں -

حضرة ابراهيم عليه السلام كي حياة طيبه كے جسقدر وقائع قران حكيم نے جا بجا بيان كيے هيں ' ان ميں سب سے پہلے وه مقام سامنے آتا هے ' جهاں پهنچكر انهوں نے نسل انساني كي امامت و پيشوائي كو اپنا منتظر پايا اور انكي گروه درگروه جماعتوں اور قوموں كے اندر ايک مخصوص و ممتاز " امة مسلمه " كي نسل ديكهي جسكو خدا نے تلاوت ايات الله ' و تزكيهٔ نفوس ' و تعليم كتاب و حكمت كيليے چن ليا تها - اور اسطرح انهوں نے كسي گري هوئي عمارت هي كو درست نهيں كيا ' بلكه خود ايک نئي عمارت كي بنياد ركهي ' اور اسي ليے وه هدايت و سعادة امم كے اولين ارضي مركز كے باني ٹهرے :

ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعالمين' فيه ايات بينات مقام ابراهيـم ' و من دخلـه كان امنـا ! (۳ : ۹۰)

بلا شبه يه حقيقت ظاهر هے كه سب سے پهلا گهر جو كرهٔ ارضي پر هدايت و سعادة انساني كيليے بنايا گيا ' وه وهي هے جو سرزمين مكه ميں تم ديكهه رهے هو - يهي گهر الهي بركتوں كا سرچشمه اور تمام جهاں كيليے مركز هدايت هے - وه اگرچه بظاهر اينٹوں كي ايک چهوٹي سي عمارت دكهائي ديتي هے ' ليكن دراصل اسكے اندر خدا كي قدرت و حكمت اور دين الهي كے نشو و نما كي كهلي كهلي اور ناقابل انكار نشانياں ركهي گئي هيں - يه نشانياں مقام ابراهيمي كي اُس قدوسيت كو واضح كرتي هيں جس نے اُسے تمام عالـم كيليے قبله و مصلى بناديا !

قران حكيم كي وه تمام آيات كريمه جنميں حضرة ابراهيم كي امامت للناس ' بناء كعبهٔ و قبلهٔ مومنين ' تكوين و عمران وادي غير ذي زرع ' اتخاذ مقام ابراهيم مصلى ' دعاء ظهور امة مسلمه ' اور التجاے بعثت " رسولاً من نفسهم يتلو عليهم اياتك " كا ذكر هے' اسي مقام كو واضح كرتي هيں ' اور دراصل يهي وه بقاء دوام رفع ذكر' علو لسان صدق ' اور كلمهٔ باقيه هے جسكے طرف جا بجا قران حكيم نے اشاره كيا : —

ولقد اصطفيناه فى الدنيا و انه فى الاخرة لمن الصالحين (۲: ۱۲۵)

و وهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق عليا (۱۹ : ۵۱)

و جعلها كلمة باقية في عقبه لعلهم يرجعون (۴۳ : ۲۸)

يعني انهوں نے هدايت و سعادت كي ايک ايسي نسل پيدا كي جو كبهي فنا نهوگي اور جسكي دعوة هميشه باقي رهيگي' اور في الحقيقت يهي اعلى ترين مرتبه خلت اور منتهاء كمال انسانية هے - كما سياتي انشاء الله تعالى -

نيز اسي مقام كي تشريح سے يه امر بهي واضح هو جائيگا كه اسلام اور ملة ابراهيمي كا تعلق كس سلسله پر مبني هے ؟

چنانچه سب سے پہلے هم اسي مبحث پر نظر ڈالتے هيں :-

(سلسلهٔ نبوت)

نبوت كا جو سلسله حضرت آدم عليه السلام سے شروع هوكر بخط مستقيم حضرت عيسى عليه السلام تک پهونچكر رک گيا تها ' اسكي تكميل ميں صرف ايک آخرى كڑى كي كسر رهگئي تهي - اسليے جب آخرى كڑى نے اس روحاني سلسلے كو مكمل كرنا چاها تو تمام دنيا نے اپني اپني طرف كهينچنا شروع كيا - ليكن اوس نے نه تو

حضرت موسی علیه السلام سے عهد اخوت کي تجدید کي - نه حضرت مسیح علیه السلام سے رشتهٔ مودت جوڑا - نه حضرت نوح علیه السلام کي حیاة دعوة کا نام لیا ' بلکه اپنے آپکو صرف اپنے باپ ابراهیم علیه السلام کے آغوش خلت میں ڈالدیا , اور اسي کو اپني دعوة کا مورث اولی قرار دیا :

ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذ النبي و الذین آمنوا (۳ : ۶۱)	در اصل ابراهیم کے قریبي وہ لوگ هیں جنهوں نے اوسکا اتباع کیا - اور یه پیغمبر اسلام اور مسلمان بهي اوسیکے سلسله میں داخل هیں -

جو لوگ ریگستان عرب کي اس موج هدایت کو اپنے اندر جذب کرنا چاهتے تهے ' اونکي تشنه لبي نے یه حال دیکهکر چاها که اصل منبع هي کو اپنے دائرے میں سمیٹ لیں - پس هر طرف سے صدائیں اٹهیں که ابراهیم تو هم میں سے تها :

یا اهل الکتاب ! لم تحاجون في ابراهیم و ما انزلت التوراة و الانجیل الا من بعده ؟ افلا تعقلون ؟ ها انتم هولاء حاججتم فیما لکم به علم فلم تحاجون فیما لیس لکم به علم ؟ و الله یعلم و انتم لا تعلمون - ما کان ابراهیم یهودیا و لا نصرانیا و لکن کان حنیفا مسلما و ما کان من المشرکین (۳ - ۵۸)	اے اهل کتاب ! ابراهیم کے بارے میں کیوں بحث و مباحثه کرتے هو اور کیوں اس کوشش باطل میں پڑ گئے هو که اسے یهودي یا نصراني ثابت کرو ؟ کیا تمهیں اتني خبر بهي نهیں که توراة اور انجیل تو اوسکے بعد نازل هوئیں هیں ' انسے پہلے یهودیت اور نصرانیت کا وجود هي کہاں تها ؟ تم اون چیزوں کے متعلق تو لڑ جهگڑ چکے جنکا تمکو علم تها ' لیکن جن چیزوں کي تمکو خبر نهیں اونکے متعلق کیوں بحث کرتے هو؟ الله کو اسکي حقیقت کا علم هے اگرچه تم مبتلاے جهل و

بے خبري هو - بلاشبه ابراهیم نه تو یهودي تها اور نه نصراني ' بلکه وہ ایک هي راہ مستقیم پر چلنے والا مسلم تها - وہ تمهاري طرح مشرکوں میں سے نه تها -

درحقیقت یه اسلام کي تاریخ اور اسلام کي نشو و نما کا ایک عجیب و غریب واقعه هے که اس نے نبوت و دعوة امم کے تمام گذشته مراکز و مظاهر کو ترک کرکے صرف حضرة ابراهیم علیه السلام هي کے دامن میں پناہ لي ' جسکا هر گوشه خون کے چهینٹوں اور آگ کے شعلوں سے سرخ هو رها تها !

پهر کیا وہ صرف تعلقات رحمیه کي تجدید کرنا چاهتا تها ؟ کیا یه صرف اسلیے تها که وہ نسلاً حضرة ابراهیم سے تعلق رکهتا تها ؟

لیکن اوس نے تو خود هي اپني لاڈلي بیٹي سے پہلے هي دن کهدیا :

اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست !

یا فاطمة بنت محمد ! انقذي نفسک من النار فاني لا املک لک ضرا ولا نفعا - ان لك رحما و سابلها ببلالها - (ترمذي صفحه ۵۲۶)	اے محمد کي بیٹي فاطمه ! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کي کوشش کر ' کیونکه میں تیرے نفع و نقصان کا اختیار نهیں رکهتا - البته مجهه میں اور تجهه میں رحمي تعلقات ضرور هیں - اونکو دنیا میں سر سبز رکهه سکتا هوں ' مگر یه تو دین کا معامله هے -

لیکن تمام دنیا اسي رشتهٔ هم نسبي میں اولجهي هوئي هے - وہ بیٹے کو باپ کي گود میں دیکهه دیکهه کے خوش هو رهي هے مگر یه نهیں سونچتي که نبوت کا روحاني خاندان دنیوي سلسلهٔ نسب سے بالکل الگ هے ' اور دعوة الاهیه کا رشته خون اور جسم سے مرکب نهیں هوسکتا - اسکا گهرانه دوسرا هے ' اور هر پیغمبر صرف روحاني قابلیت هي سے کسي سلسلے میں داخل هوسکتا هے -

(دو قسمیں)

قرآن حکیم میں اگرچه نبوت کے عام اشتراک جنسي کي بنا پر تمام انبیاء کرام کا نام ایک ساتهه اور ایک حیثیت سے آیا هے ' لیکن بعض خصوصیات نوعي کے لحاظ سے اسنے انبیاء کے جو مختلف طبقات قائم کردیے هیں ' ان میں دو سلسلے علانیه ممتاز نظر آتے هیں -

ایک سلسله ان انبیاء موسسین کا هے جنهوں نے اپني دعوة کے ذریعه نئي قومیتوں کي بنیاد ڈالي ' اور جو قدیم عمارتوں کي اصلاح کیلیے نهیں بلکه از سرنو ایک نئي قومي عمارت بنا نے کیلیے آئے تهے -

دوسرا سلسله انبیاء مجددین و محدثین (بالفتح) کا هے جنهوں نے کسي نئي امة کي بنیاد نهیں ڈالي بلکه کسي پیشتر کي قائم شده امة صالحه کي مزید تکمیل و تبلیغ کي - یا امتداد عهد کے نتائج مضله و استیلاے بدعات و محدثات سے اسے نجات دلاکر فرض تجدید و احیاء ادا کیا -

(انبیاء موسسین)

پہلے سلسلے کا وصف امتیازي یه هے که وہ تمام قدیم نظام ' قدیم عقائد ' اور قدیم اخلاق و مقومات کو مٹاکر ایک جدید قومیت صالحه کي بنیاد ڈالتا هے ' اور اوسکو آب و هوا اور جغرافیانه حدود طبعیه کے اثر سے الگ کرکے ' صرف مذهبي آب و هوا میں ترقي اور نشو و نما دیتا هے - قرآن حکیم میں خدا تعالی نے اس صنف کے ایک نمایاں سلسلے اور اسکي ممتاز کڑیوں کا ذکر متعدد موقعوں پر ایک ساتهه کیا هے :

الم یاتهم نباء الذین من قبلهم قوم نوح ' و عاد ' و ثمود - و قوم ابراهیم ' و اصحب مدین ' و المؤتفکت ' اتتهم رسلهم بالبینت ' فما کان الله لیظلمهم و لکن کانوا انفسهم یظلمون ! (۹ : ۷۱)	کیا ان منکرین حق تک اون لوگوں کے نتائج اعمال کي خبر نهیں پهونچي جو اون سے پہلے گذر چکے هیں ؟ یعني نوح ' عاد ' ثمود ' اور ابراهیم کي قوم ' نیز مدین کے رهنے والے ' اور وہ بد بخت جنکي بستیاں اولٹ دي گئیں (یعني قوم لوط) ان سب کے پاس همارے پیغمبر دلائل اور نشانیاں لیکر آے ' تا وہ هدایت و سعادت حاصل

کریں اور اپني بد اعمالیوں کے نتائج مهلکه سے نجات پائیں - خدا اون لوگوں پر ظلم کرنا نهیں چاهتا تها - پر افسوس که انهوں نے خود هي اپنے اوپر ظلم کیا !

اس آیة کریمه میں خدا تعالی نے اول حضرة نوح کا ذکر کیا هے جنهوں نے ایک نئي امة صالحه کي بنیاد رکهي ' اور انکے بعد ان جماعتوں کا ذکر کیا هے جنمیں دعوة نوحي کے مجددین آتے رهے - پهر حضرة ابراهیم کا نام لیا هے جو حضرة نوح کے بعد دوسرے دور قومیت کے مصدر و باني تهے اور پهر انکے بعد کي دعوة هاے مجدده کي طرف اشارہ کیا هے -

(دعوة نوحي)

انبیاء موسسین علیهم السلام میں سب سے پہلے حضرة نوح علیه السلام کي دعوة موسسه سامنے آتي هے جو پهلي صنف انبیاء میں بلحاظ تقدم عهد کے ایک مخصوص امتیاز رکهتے هیں -

انهوں نے ایک جدید قوم پیدا کي ' اور اوسکو مذهبي امتیازات و مقومات کي آب و هوا میں پرورش کرنا چاها - جن لوگوں نے مذهب کي اس حبل المتین کو مضبوط پکڑا ' عذاب الهي سے نجات پائي ' مگر جن لوگوں نے اس سر رشتهٔ حیات کو چهوڑ دیا ' هلاک هوگئے ' اور باوجود رحمي و نسلي تعلقات کے خدا نے اونکو نوح علیه السلام

سے بیگانہ قرار دیا - انکي دعوۃ کي بنیاد نسل اور جغرافیہ نہ تھا - وہ ایک نئي قوم پیدا کرنا چاھتے تھے ' اسلیے خود انکي نسل جسماني کے رشتے کا بھي کوئي اثر باقي نہیں رھا تھا - انکا گھرانا اب وھي قوم تھي جو حق و سعادت کے رشتے میں منسلک ھوکر طیار ھوئي تھي ' اور سب سے پہلے وہ خود ھي اپنے پیدا کردہ خاندان ملت کا ایک رکن ھوگئے تھے - اگرچہ و ما امن معه الا قلیل ·

و نادی نوح ربه فقال : رب ان ابني من اهلي و ان وعدک الحق ' و انت احکم الحاکمین - قال یا نوح ! انه لیس من اهلك ' انه عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لك به علم (١١ : ٤٧)

اور حضرۃ نوح علیه السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ خدایا ! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے خاندان کو عذاب طوفان سے نجات دي جائیگي - تو احکم الحاکمین ھے - تیرا وعدہ کبھي غلط نہیں ھو سکتا - میرے لڑکے کو اس عذاب سے نجات دے کیونکہ وہ میرے خاندان میں داخل ھے ! خدا نے کہا اے نوح ! تو جسکو اپنا اهل سمجھ رھا ھے وہ تیرا اهل نہیں ھے - تیرا گھرانا تو در اصل عمل صالح کا گھرانا ھے (جسکي دعوۃ دیکر تو ایک صالح قوم پیدا کرنا چاھتا ھے) جو اس گھرانے میں داخل ھوا وہ تیرا ھے ' اور جو اس سے نکل گیا وہ تیرا نہیں رھا بلکہ انکے گھرانے کا فرزند ھو گیا جنکے عمل بد کو اسنے اختیار کیا - پس مجھسے وہ سوال نہ کر جسکا تجھے علم نہیں دیا گیا - اے نوح ! یہ نصیحت میں اسلیے کرتا ھوں تاکہ حقائق و اسرار الہي تجھہ پر کھلیں ' اور تو اُن لوگوں میں سے نہو جاے جو علم حقیقت سے محروم ھیں !

(تشریح مزید)

اللہ تعالی نے حضرۃ نوح کو حکم دیا تھا کہ عذاب طوفان سے بچنے کیلیے کشتي بناؤ - جب کشتي بن چکي تو فرمایا :

احمل فیها من کل زوجین اثنین و اهلك (١١ : ٤٢)

کشتي میں تمام ضروري حیوانات و انواع کا ایک ایک جوڑا رکھہ لو - نیز اپنے گھرانے کے آدمیوں کو بھي سوار کرالو -

لیکن ساتھہ ھي ان لوگوں کو اس سے مستثنی بھي کردیا تھا جنکے متعلق پہلے فرمان ھو چکا تھا کہ اپنے کفر و تمرد کي وجہ سے وہ اس عذاب میں ضرور حصہ پائینگے اور انکے لیے کوئي طلب اور کوئي سوال مقبول نہو گا :

الا من سبق علیه القول (١١ : ٤٢)

مگر ان لوگوں کو ساتھہ نہ لو جنکي نسبت پہلے حکم چکا ھے -

وہ پہلا حکم یہ تھا کہ لا تخاطبني في الذین ظلموا (١١ : ٣٩) جن لوگوں نے حق و عدالت سے انحراف کیا اور اپني سرکشي و عدوان سے غضب ایزدي کے مورد ٹھہرے ' سو انکي بابت مجھسے کچھہ نہ چاھنا !

لیکن چونکہ حق تعالی نے حضرۃ نوح کو انکے " اهل " و اقارب کے بچا لینے کا حکم دیا تھا اور انکا بیٹا بدرجۂ اولي لفظ " اهل " کے جسماني مفہوم میں داخل تھا ' اسلیے آپکو جرات ھوئي اور جناب حداوندي میں اسے اپنا " اهل " قرار دیکر سوال کیا - اسپر جواب ملا کہ انه لیس من اهلك - گو بظاھر وہ تمہارے " اهل " میں سے تھا - لیکن دراصل اسے تم سے کوئي تعلق نہیں - " اهل " میں سے وہ کیسے ھوسکتا ھے جبکہ وہ سرے سے تمہاري قوم ھي میں داخل نہ رھا ؟

بلاشبہ وہ تمہاری قوم اور تمہارے گھرانے میں سے تھا ' لیکن اب تو تمہاري قوم دوسري ھوگئي - تم نے حق اور راستي کي روح پیدا کرکے جو نئي قومیۃ صالحہ پیدا کي ھے ' اب سے وھي تمہاري قوم ' وھي تمہارا گھرانا ' وھي تمہارے اهل ھیں - تمہارا رشتہ صرف اس نئي قوم ھي کا رشتۂ اساس ھونا چاھیے - وہ رشتہ خون اور جسم کا نہیں بلکہ حق اور دعوۃ حق کي روح کا ھے - اسي رشتہ میں منسلک کرکے یہ نئي قوم " دعوۃ نوحي " سے پیدا کي گئي ھے - تمہارے جسماني تعلقات کے جو " اهل " اس قومیت میں داخل نہ ھوے ' وہ تم سے کٹ گئے ' اور تمہاری جگہ " عمل غیر صالح " کي فرزندي میں داخل ھو گئے !

(قوۃ عظیمۂ ضلالت)

اس آیۃ کریمہ میں ایک اور بہت بڑا نکتہ پوشیدہ ھے اور ارباب فکر کو غور کرنا چاھیے -

صدیوں کے مذھبي عقائد ' نسلاً بعد نسل کے پرورش یافتہ رسوم و عوائد ' کسي پوری نسل اور آبادی کے جاگرفتہ اعمال ' اور ان سب سے بھي بڑھکر یہ کہ تقلید و عصبیۃ جاهلیۃ کي بندش ' اور طبیعۃ ثانیۂ انسانیہ کا انجماد ' ضلالۃ انسانیہ کي ایسي مہیب قوتیں ھیں جنکے مقابلے میں سمندر کي قہاری اور پہاڑوں کي صلابت و جسامت بھي کوئي چیز نہیں - سمندر انسان کو غرق کردیسکتا ھے ' مگر اسکي قہاری یہ قوۃ نہیں رکھتي کہ کسي پرورش یافتۂ ضلالت انسان کو ایک چھوٹے سے چھوٹے رواج یا رسم کے چھوڑ دینے پر بھي آمادہ کردے - تم نے دیکھا کہ حضرت نوح علیه السلام کے لڑکے کو سیلاب و طوفان نے آ گھیرا اور شفیق باپ بے اختیار پکار اٹھا :

یا بني ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین (١١ : ٤٤)

اے میرے نادان بیٹے ! اب بھي وقت ھے - ظالموں کا ساتھہ چھوڑ دے اور ھمارے ساتھہ کشتي میں سوار ھو جا !

مگر دیکھو ' قومي اور جماعتي ضلالت کے اندر کیسا غیر متزلزل جمود ' کیسا غیر متغیر جحود ' کیسي ابلیسانہ جاهلیۃ ' اور کیسي غیر مفتوح بہیمي قوت ھے ' کہ با ایں ھمہ معائنۂ عذاب و ورود هلاکت ' وہ باطل پرستي کا رشتہ نہ توڑ سکا ' اور اُسي عصیاني گھمنڈ اور کافرانہ تمرد کے ساتھہ اس آخری دعوۃ نجات کو بھي رد کردیا ' جو معائنۂ عذاب سے پہلے اسکے اندر کا ابلیس تھا :

ساوی الی جبل یعصمني من الماء (١١ - ٤٥) .

اگر زمین پر طوفان آگیا ھے تو کوئي ڈرنے کي بات نہیں - میں ابھي کسي پہاڑ کي بلندي پر جا پہونچونگا جو مجھے پاني کي هلاکت سے بچا لیگا -

یہي چیز ھے جسکو قران نے قساوت قلب ' جحود کفر ' انطباع وجدان ' ضلالت عقل ' شقاوت مبین ' وقر آذان ' غشاوۃ بصر ' غطاء قلب ' هلاکت عقل ' اماتت فکر ' حجاباً مستورا ' اور صم بکم عمي فہم لا یبصرون ! فرمایا ھے ' اور انساني ضلالت اور فطرۃ صالحہ کے تبدل و تغیر کا یہي وہ مقام ھے جہاں پہنچکر انسان شر الدواب عند اللہ بن جاتا ھے - یہي وہ مہر ھے جو انسان کے دل پر جب لگ جاتي ھے تو پھر وہ کبھي حق کیلیے نہیں کھلتا ' اور یہي اُس انسان کیلیے ھے جو احسن تقویم پر پیدا کیا گیا تھا ' وہ اسفل سافلین ھے جس میں گر کر چارپایوں سے بھي بدتر ھوجاتا ھے ' کیونکہ جانور اپني فطرۃ اصلیہ پر قائم رھتا ھے پر انسان نے اپني فطرۃ صحیحہ کو خارج کي ضلالت سے بالکل مسخ کر دیا - پس :

اولائک کالانعام بل هم اضل ' و اولائک هم الغافلون -

وہ مثل چارپایوں کے ھو گئے بلکہ انسے بھي زیادہ گم کردہ راہ - یہي وہ بدبخت ھیں جو بصیرۃ سے محروم ھو گئے اور غفلت آنکے حواس پر چھا گئي !

اسلیے کہ رسم و رواج ' الف و عادات ' تقالید و خرافات ' ملکي و قومي اثرات و علائق ' اور نسلا بعد نسل منتقل ھونے والے عقائد و اعمال

اسطرح انپر حاوي هو گئے اور اسطرح انکي طبيعت کو ان خارجي اثرات ضلالت سے انس و تعلق هو گيا ' که خدا کي تمام بخشي هوئي قوتيں اور عطا کردہ حواس اب انپر کوئي اثر نہيں ڈال سکتے - وہ اپني آنکهيں کهو کر اب اونکي آنکهوں سے ديکهتے هيں ' اپنے کانوں کو بهرا کر کے انکے کانوں سے سنتے هيں' اپنے فکر کو معطل کر کے اونکي عقل سے سمجهتے هيں - پس اگرچه انکے پاس آنکهيں هيں مگر نہيں ديکهتے ' اگرچه کان هيں مگر نہيں سنتے ' اگرچه عقل هے مگر نہيں سونچتے : لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بهـــا :

سواء عليهم ءانذرتهـــم ام لم تنذرهم لا يومنون - ختم الله علي قلوبهم و علي سمعهم ' و علي ابصارهم غشاوہ - و لهم عـــذاب عظـــيم ! ! (۱ : ۱۲)

اب انکي يه حالت هوگئي هے که انکو ڈرايا جاے يا نه ڈرايا جاے ' انکے ليے يکسان هے - تم انهيں نتائج اعمال سے ڈراؤ تو ' اور نه ڈراؤ تو ' وہ کبهي بهي نہيں مانينگے - الله نے انکے دلوں پر بوجه کسب ضلالت کے مهر لگا دی ' انکے کان بند هو گئے ' انکي آنکهوں پر جهل و قساوت کا پردہ پڑ گيا ' اب اندهے کے آگے خواہ کتنے هي چراغ روشن کرو ' وہ روشني نہيں ديکهه سکتا - اور بلا شبه يه بڑی هي بدحالي هے جو انکے واسطے مهيا هو گئي ! !

اسکي علت اصلي يہي هے که صديوں کے رسوم و عادات اور عقائد و اعمال کي زنجيروں کو توڑ کر ايک نئي حياة فکری و عملي کا اختيار کرنا ' اور جس آب و هواے عمل و اعتقاد ميں بچپنے سے ليکر بڑهاپے تک دماغ پرورش پا چکا هے ' يکايک اس سے باهر آجانا ' دراصل انسان کيليے ايک ايسي راہ کي دعوة هے ' جو گويا ايک نئے جسم ' نئے دماغ ' نئے فکر ' نئے حواس ميں مبدل هوجانے ' اپني هر پچهلي مالوف و محبوب چيز سے هجر و فراق بلکه قطع علائق کر ليـــنے ' اور اپني تمام گذشته مالوفات و معمولات و مشغولات کو بهول جانے ' غرضکه از سرنو پيدا هونے اور ايک نشئۂ ثانيه ميں سے گذرنے کي طرف بلاتي هے ' اور ايســا کرنا في الحقيقت انساني ارادہ کيليے زندگي کا سب سے بڑا مشکل کام هے جو اسکے سامنے پيش هوسکتا هے -

انسان جو يکسر انفعال و تاثر هے ' جسکے دامن کسب کيليے هستي کا ايک ايک ذرہ کانٹا هے ' جو دنيا ميں صرف کهوتا ' ديتا ' لٹاتا ' اور اٹکتا هي هے ' اور باهر سے اثر و فعل کا جب کوئي غبار اُڑتا هے تو اسکے ايک ايک ذرے کو اپنے دامن و آستين ميں محفوظ کرتا هے ؛ غور کرو که اسکے ليـــے يه دعوة تجدد ' يه آرزوے تحول ' يه صداء تاسس ' جو سر سے ليکر پانوں تک اسکو يکسر بدلدينا اور نيا بنا دينا چاهتي هے ' جو اسکو هر محبوب و مالوف شے سے چهڑاتي ' اور هر ايسي چيز سے جوڑنا چاهتي هے جو اوسکي نظروں ميں اتني هي مبغوض هے جتني پهلي محبوب تهي ' کيسي مشکلوں کي پکار ' کيسي سختيوں کي درخواست ' اور کس درجه معرکوں اور مصيبتوں کي دعوة هے ؟

اس نے ابتک يه ديکها که چاند اور سورج اسکے ديوتا هيں ' اور ايک گهر جو مقدس نامونسے بنا ديا جاے اسکا مستحق هے که اسکے آگے سجدہ کيا جاے - وہ صديوں سے نسلاً بعد نسل سنتا آيا هے که جب پتهر سے ايک شفيع و متوسل ديوتے کي مورت تراش لي جاے تو پهر پتهر سے بڑهکر دنيا ميں کوئي طاقت نہيں - اس نے هميشه اپنے قابل عظمت آبا ؤ اجداد کے متعلق جنکے خون کي گرمي سے اسکي عصبيت کي ايک ايک رگ دهک رهي هے ' يهي سنا ' يهي معلوم کيا ' اور اسي کے صدا و فعل ميں پلتا رها که سچائي نسل و وطن اور بڑے بوڑهوں کي پيروی و تقليد ميں هے ' اور باپ دادا نے جو کچهه کيا صداقت اور راست بازی صرف اسي ميں هے - اونهوں نے اپني عجيب و غريب مقدس عقلوں سے جسقدر اعتقادات و اعمال اپني اولاد کيليے يادگار چهوڑے ' وہ پهلوں کيطرف سے پچهلوں کيليے ايک پاک امانت هے جس سے ايک ذرہ کا بهي ضائع کرنا عزت نسلي و قومي کا هلاک کرنا هے -

اب ايک نئي صدا اچانک اُٹهتي هے - تقليد ابا ؤ رسوم کي وہ سطح ساکن جو صديوں سے منجمد تهي ' يکايک حرکت ميں آتي هے ' اور ايک انسان جو نسلاً و وطناً يکسر قومي عقائد و افعال اور عادات و رسوم کا مخلوق هوتا هے اور جو کہيں باهر سے نہيں آتا تا مجهول الحال هونے کي وجه سے پر هيبت هو ' بلکه هميشه " من انفسهم " هوتا هے يعنے انهي ميں کا اور اُنهي جيسا ' اپني جگه سے هلتا هے ' اور کسي نا معلوم و ما فوق الفهم اثر سے منقلب هوکر چلا اٹهتا هے :

ابلغکـــم رسلت ربي و انصح لکم و اعلـــم من الله ما لا تعلمون - او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکـــم علي رجل منکم لينـــذرکم ولتتقـــوا و لعلکـــم تـــرحمـــون ؟ (۷ - ۵۹)

ميں تم تک الله کے بهيجے هوے پيغام پهنچاتا هوں ' تمهـــاري بهلائي اور خوشحالي کيليـــے تمهيں نصيحت کر رها هوں ' اور يقين کرو که الله کي هدايت و توفيق سے ميں وہ کچهه جانتا هوں جو تم نہيں جانتے ! آہ ' کيا تمهيں اس قانون الهي پر اچنبها هوتا هے که تم هي ميں سے الله ايک شخص کو سچائي کی دعوة کيليے چن لے اور اسکے اندر اپني هدايت اتار دے ' تا که وہ تمهيں بدعمليوں کے نتيجوں سے ڈراے اور تاکه تم آنے والي تباهيوں و بدحاليوں سے بچو ' اور تاکه تم پر غضب کي جگه رحمت هو ؟

ليکن يه پيغام الهي جسکا وہ اعلان کرتے هيں ' کيا هوتا هے ؟ يه تبدل و تجدد روحاني اور تقلب و تحول معنوي کي ايک دعوة هوتي هے ' جو اُنسے اُنکي تمام پچهلي محبوبات و مالوفات کو چهيننا چاهتي هے اور تقليد ابا ؤ و رسوم و عادات و مالوفات کيليے پيام هلاکت اپنے اندر رکهتي هے :

ءارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسمـاء سميتمـوها انتـــم و اباؤکم ما انـــزل الله بها من سلطان ' ان الحکم الا لله ' امر الا تعبدوا الا اياہ - ذالک الدين القيــم - و لکن اکثر الناس لا يعلمون ! (۱۲ : ۴)

کچهه تو خـــدا کے بخشے هـــوے نور بصيرة سے کام لو اور سونچو که پرستش و غلامي کيليے بهت سے معبود بنا ليذا بهتر هے يا ايک هي خداے واحد و قهار کا هو رهنا ؟ يه جو تم نے اپني بندگي کے ليے خدا کے سوا اور بهت سے چوکهٹ بنا رکهے هيں اور انکا رشته اسدرجه مضبوط پکڑ رکها هے تو بتلاؤ ' انکي حقيقت بجز اسکے کيا هے که محض چند وهم ساز نام هيں جو تم نے اور تمهارے باپ دادوں نے اپنے دل سے گڑہ ليے ' اور گمرهانه اعتقادات اور نسلاً بعد نسل کي تقليد و رسم پرستي نے انکے اندر هيبت و قدوسيت پيدا کردي ؟ حالانکه اس خدا نے که پرستش و سلطة اعلی کي تمام قوتوں کا مصدر اسي کي ذات هے ' نه تو انکے اندر کوئي طاقت رکهي اور نه انکي معبوديت و محبوبيت کيليـــے کوئي حکم اُتارا - يقين کرو که يه تمام ماسوی الله قوتيں جنهيں تم نے طرح طرح کا حکم و تسلط دے رکها هے ' کچهه بهي نہيں هيں ' اور هر طرح کا حکم اور هر قسم کي سلطاني تمام کائنات هستي ميں نہيں هے مگر صرف الله کيليـــے - اس نے هماري فطرة کے اندر يه بات وديعت کردی هے که بندگي

نہ کریں مگر صرف اسی کی' اور سر نہ جھکائیں مگر صرف اُسی کیلیئے - یہی **فطرۃ صالحہ دین قیم** یعنی ہدایت انسانی کا صحیح اور مستقیم راستہ ھے - **پر افسوس** کہ اس ضلالت اباد انسانی میں بڑی تعداد انکی ہوگئی **جن پر اس** حقیقیۃ فطریہ سے جہل چھا گیا !!

لیکن اب غور کرو کہ **اس دعوۃ کا اصلی** منشا زیادہ کھلے لفظوں میں کیا ہوتا ھے ؟ یہ کہ جو کچھہ **انسانوں** نے اب تک دیکھا ' اسے آن دیکھا سمجھیں ' جو کچھہ انہوں نے **ہمیشہ** سنا' اسے یکسر بھول جائیں ' جو کچھہ ابتک انہوں نے **سمجھا اور یقین کیا** ' اس سے یک قلم باہر آجائیں - یہ گویا نسلی و قومی **افکار و عقائد** کی ایک خانہ ویرانی کی پکار ہوتی ھے ' جو انکے اُس گھر کو اجاڑنا چاھتی ھے جسمیں صدیوں تک وہ پلے ' اور ایک نیا گھرانا آباد کرنا چاھتی ھے جسکے در و دیوار سے انہیں کوئی الفت نہیں -

یہی وجہ ھے کہ جسطرح دعوۃ و ہدایت نے ہمیشہ اور ہر عہد میں یکساں طور پر اجتہاد فکر و نظر کی پکار بلند کی ھے ' ٹھیک اُسی طرح انسانی ضلالۃ کی جانب سے بھی ہمیشہ الف و عادات اور تقلید آبا و رسوم کے شغف و محبوبیت کا یکساں جواب ملا ھے :

وکذالک ما ارسلنا من قبلک فی قریـــۃ من نذیر الا قال مترفوها : انا وجدنا آباءنا علی امۃ و انا علی اثارهـــم مقتدون (۴۳ : ۲۳)

اے پیغمبر! انسان کی قومی و جمـــاعتی گمراہی کا ظہور کچھہ تمہارے ہی سامنے ایسا نہیں ھے بلکہ اوس کا عام اور یکساں حال ہمیشہ ایسا ہی رہا ھے - تمہیں اپنے سے پہلے کوئی بستی ایسی نظر نہیں آئیگی جسمیں اللہ کے طرف سے ڈرانے والے آے ہوں اور اُنہوں نے اپنی قوموں کے بڑوں سے یہ جواب نہ پایا ہو کہ " ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی قومی طریقہ پر چلتے پایا اور ہم بھی انہی کے طریق پر چلینگے "

پس انسان کیلیے اس تغیر و تجدد سے بڑھکر اور کونسی کٹھن راہ ہو سکتی ھے ؟ اور کاروبار دعوۃ و تبلیغ میں اس سے زیادہ یکسر مشکلوں اور صعوبتوں سے بھرا ہوا ' عقل برانداز' اور ثبات افگن کام آور کونسا ہو سکتا ھے ؟

اگر تم اس حالت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرو ' اور اس کلی تاسیس فکری و عملی کے ایک ایک جزیہ کو اپنے سامنے لاؤ' تو تم پاؤگے کہ کائنات اعمال انسانی میں حیرانیوں اور اچنبھوں کا یہ آخری نقطہ ھے - محض وہ انسانی قوۃ جو مادہ کی ترکیب و اثرات سے متقوم ہوئی ھے ' اس کام کے لیے کچھہ نہیں کرسکتی ' اور جب تک انسانی ضلالت سے لڑنے کیلیے انسان نہیں' بلکہ انسانیۃ سے کوئی ما فوق قوۃ نہ اتر آے ' اسوقت تک انسانی ضلالت ہار نہیں سکتی - اس معرکے میں **ایک طرف تنہا ایک انسان** ' اور دوسری طرف **پوری نسل ' پوری قوم ' پوری آبادی** ' بلکہ پوری دنیا ہوتی ھے - پس اس اسمان کے نیچے کونسی عقل ھے جو یہ مان سکتی ھے کہ ایک انسانی فرد کسی پوری آبادی کو ' جو بلحاظ انسانیۃ کے اس سے مساوی قوۃ رکھتی اور بلحاظ تعداد کے اس سے ہزار چند ھے ' محض اپنی انسانی قوت ہی سے شکست دیسکتا ھے ؟

ولقـــد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ' انهم لهم المنصـــورون و ان جندنا لهم الغالبـــون (۳۷ : ۱۷۱)

اور ہم نے اپنے اُن بندوں کیلیے جنکو ہم حق کے اعلان اور ہدایت کی پکار کیلیے دنیا کے سامنے بھیجتے ہیں ' پہلے ہی سے یہ قانون قرار دیدیا ھے کہ فتح و کامیابی اُنہی کو ہوگی -

پس انسانیۃ سے مافوق قوۃ ' وہ قوۃ ربانیہ ھے جو اُترتی ھے ' اور کسی ایک انسان کو اپنا مہبط و مورد بنا کر اسمیں سے اُبھرتی اور اسکے اندر سے چمکتی ھے - پھر اس انسان کا ہاتھہ خدا کا ہاتھہ ہوجاتا ھے - وہ اٹھتا ھے تو کسی طاقت سے نہیں جھک سکتا :

ید اللہ فوق ایدیہم (۴۸ : ۱۰) اور اسکا عزم خدا کا عزم بن جاتا ھے پس جب وہ اعداء حق پر تیر افگنی کرتا ھے تو خدا کہتا ھے کہ میں نے کی :

و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (۸ : ۱۷)

اور جب تونے اے محمد دشمنوں پر تیر چلایا تو دراصل تیرا وجود چلانے والا نہ تھا بلکہ خود اللہ چلا رہا تھا !

(عود الی المقصود اور قربانی)

تمہید مندرجۂ صدر سے تم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ انسان کی جس اجتماعی ضلالت کا مقابلہ انبیاء کرام کو کرنا پڑتا ھے' وہ اپنے اندر کیسی عظیم الشان اور غیر مفتوح قوۃ رکھتی ھے ؟ اور جب تم نے تاریکی کی طاقت کا اندازہ کرلیا تو اب اسی سے اسکا بھی اندازہ کرلو کہ ایسی طاقتور تاریکی کے دور کرنے کیلیے کیسی طاقتور روشنی مطلوب ھے ؟

تم نے دیکھہ لیا کہ دشمن کی طاقت کا کیا حال ھے ؟ اب سونچو کہ ایسے قوی دشمن کے ہلاک کرنے کیلیے کیسے طاقتور گرز اور کیسے قوی دست و بازو کی ضرورت ھے ؟

انبیاء کے آلات و اسلحہ مادی نہیں ہوتے - مادی ساز و سامان کے لحاظ سے وہ بالکل فقیر و تہی دست ہوتے ہیں - انکے سازوسامان کے ڈھالنے کا کارخانہ دوسرا ھے - وہ جن آلات و اسلحہ کے ساتھہ اس معرکۂ ضلالۃ و ہدایۃ میں قدم رکھتے ہیں ' انمیں اولین حربہ " قربانی " کا ہوتا ھے -

انسان کی اجتماعی حیات یا قومیت دراصل ان تمام عقائد و اعمال کے مجموعہ کا نام ھے جو نسل و وطن اور متوارث و متواصل علائق نسلی سے ترکیب پاتے ہیں - ان انبیاء کرام کا مشن یہ ہوتا ھے کہ ان تمام نسلی اور قومی امتیازات قدیمہ کو مٹا کر ایک نئے روحانی امتیاز و خصوصیت کی بنیاد پر نئی قومیت پیدا کریں - پس اس بنا پر انکی دعوۃ کا اولین اسوۂ حسنہ یہی ہونا چاہیے تھا کہ خود بھی نسل و خاندان کے تمام رشتوں کو توڑ دیں ' اور اسطرح نسلی قربانی کا طاقتور حربہ طیار کریں -

اس قربانی کا اثر انکے تمام کار و بار دعوۃ میں سب سے زیادہ کارگر ہوتا ھے - قوم دیکھتی ھے کہ کس طرح داعی الی الحق نے اپنے تمام رشتوں کے گھر کو اُجاڑ دیا ' اور اُسی عمارت کا ایک گوشہ بنگیا ' جسکی چھت کے نیچے ہمیں جگہ دے رہا ھے !

چنانچہ انبیاء کرام اور رسل عظام کے اُس سلسلے میں جنہوں نے نئی قومیتوں کی بنیاد رکھی ' سب سے پہلے حضرۃ نوح علیہ السلام کی دعوۃ کا مقام ھے ' اور چونکہ انکی دعوۃ اسی پہلی قسم کی دعوۃ تھی ' اسلیے ضرور تھا کہ اس اولین قربانی کا بھی وہ اسوۂ حسنہ قائم کرتے -

پس آیۂ کریمۂ مندرجۂ صدر میں جب اُنہوں نے اپنے بیٹے کیلیے خدا کو پکارا ' تو ارشاد ہوا کہ یہاں جسمانی رشتے کیلیے کوئی گنجایش نہیں - اگر تمہارا بیٹا عمل صالح کے اس نئے گھرانے میں داخل ہوجاتا جسکی تم نے بنیاد رکھی ھے' تو وہ تمہارا عزیز تھا- لیکن اُس نے " عمل صالح " کی جگہ " عمل غیر صالح " سے رشتہ جوڑا - پس اب اسکا ذکر بیکار ھے ' اور یہ بناء قومیت کا وہ ناموس الہی ھے جسکا تمہیں علم ہونا چاہیے :

قال رب انی اعوذ بک ان اسئلـــک ما لیس لی بہ علم (۱۱ : ۴۹)

حضرۃ نوح نے عرض کیا : اے میرے پروردگار ! میں اپنے ضعف بشری کا اعتراف کرتا ہوں اور تیری رحمت و مغفرت میں پناہ لیتا ہوں کہ جس چیز کی حکمت و حقیقت پر میری نظر نہ تھی ' میں نے اسکی نسبت تجھسے سوال کیا !

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۱)

دنیا کے گوشے گوشے میں قوت کا خزانہ پنہاں ہے - بجلي کي رو خاک کے ہرذرے میں موجود ہے - نموء کي قوت زمین کے چپہ چپہ میں مخفي ہے - موجوں کا تلاطم ہر دریا کے اندر چھپا ہوا ہے - لیکن یہ قوتیں خود بخود نہیں ابھرتیں ' بلکہ اپنے ظہور کیلیے ایک سخت کشمکش ' ایک سخت مقاومت ' ایک سخت تصادم کي منتظر رہتي ہیں - پس جب کوئي قوت انکو ٹھوکر لگا دیتي ہے ' تو وہ برہم ہوکر اپنے چہرۂ تابناک سے نقاب الٹ دیتي ہیں - حرکت بجلي کے خزانے میں آگ لگادیتي ہے ' سیلاب کي رو زمین کي قوت نموء کو ابال دیتي ہے ' ہوا کے جھونکے سطح دریا پر موجوں کا جال پھیلا دیتے ہیں !

* * *

اخلاق بھي ایک قوت ہے جو انسان کے بطون و ارواح میں چھپي ہوئي ہے - لیکن اگر عطر کو شیشي میں بند رکھا جائے تو وہ مشام جان کو معطر نہیں کر سکتا - اوسکي بوے جانفزا بار بار کے ہلنے ہي سے پھیلتي ہے - اسي طرح اگر انسان تمام دنیا سے الگ ہوکر ایک قلۂ کوہ پر عزلت گزیني اختیار کرلے تو اوسکا اخلاقي جوہر ہمیشہ کیلیے پہاڑ کي تاریک غاروں میں چھپ جائیگا - لیکن خدا نے انسان کو اخلاق کي نمائش کرنے ہي کیلیے پیدا کیا ہے - اسي بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام نے اپني بعثت کا مقصد تکمیل اخلاق قرار دیا - وہ خود بھي دنیا کے منظر عام پر نمایاں ہوے اور اپني امت کو بھي نمایاں کیا - حضرت موسی علیہ السلام نے اپني امت کي نمائش وادي تیہ میں کي - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مقصد کیلیے ایک وادی غیر ذی زرع کو منتخب فرمایا ' اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کائنات عالم کے ہر میدان میں اپنا اور اپني امت کا اسوۂ حسنہ پیش کردیا :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر -	تملوگ دنیا کي ایک بہترین امت ہو جو منظر عام پر نمایاں کیگئي ' کیونکہ تم نیکي کا حکم کرتے ہو ' برائي سے روکتے ہو -
و کذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شہدا علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا -	اور ہمنے تمکو ایک صاحب عدل و معدلت قوم بنایا تاکہ تم تمام دنیا کے آگے اپنے زبان و عمل سے حق کي شہادت دو ' اور اس شہادت کي روشني صرف اپنے رسول سے اخذ کرو !

اسلام نے اسي اصول کي بنا پر رہبانیت کو ناجائز قرار دیا ' کیونکہ انسان کا اخلاقي جوہر بھي دنیا کي دوسري قوتوں کي طرح تصادم و کشمکش ہي کے ذریعہ نمایاں ہو سکتا ہے -

* * *

اللہ تعالے نے چونکہ انسان کو اخلاق حسنہ کا مظہر بنایا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے :

لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم -	ہم نے انسان کو ایک بہترین طبیعة مرکبۂ عادلہ میں پیدا کیا -

اسلیے اوس نے ایسے اسباب مہیا کردیے جو انسان کے حاسۂ اخلاقي کو ہر وقت نمایاں کرتے رہتے ہیں - اگر ایک شخص گھر میں ہے تو اعزا و اقارب کے تعلقات سے اوسکے اخلاق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اگر بزم احباب میں ہے ' تو دوستوں کے اختلاط و ارتباط کو اوسکے اخلاق کا معیار بنایا جاسکتا ہے ' اگر وہ کسي بازار میں ہے تو معاملات کے ذریعہ سے اوسکے عیب و ہنر نمایاں ہو سکتے ہیں -

* * *

لیکن جنگ ایک ایسي سخت ٹھوکر ہے ' ایک ایسا سخت زلزلہ ہے ' ایک ایسا سخت دھماکا ہے ' جس سے دنیا کا ایک ایک ذرہ جنبش میں آ جاتا ہے ' اور اسکي تمام قوتیں دفعتاً متحرک ہو جاتي ہیں -

اخلاق بھي ایک عظیم الشان قوت ہے ' اسلیے وہ بھي جنگ سے غیر معمولي طور پر متاثر ہوتا ہے ' اور اوس کے اثر سے انسان کے نظام اخلاق میں ایک نمایاں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے - یہي علت ہے کہ اسلام نے اپنے تمام اعمال تربیت کیلیے اخلاقي موثرات میں سے صرف جہاد ہي کو منتخب کیا - کیونکہ اخلاقي انقلاب کا اس سے زیادہ کوئي موثر ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا -

* * *

زمانۂ جنگ میں عارضي طور پر انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے - یہاں تک کہ عیب ' ہنر اور ہنر ' عیب ہوجاتا ہے - تجسس ایک سخت بد اخلاقي ہے ' لیکن زمانۂ جنگ میں جاسوسي ایک ہنر خیال کي جاتي ہے ' اور اسکے ایسے بہترین قابلیت کے اشخاص منتخب کیے جاتے ہیں - صیانت نفس ہر انسان کا اخلاقي فرض ہے ' لیکن میدان جنگ سے فرار انتہا درجہ کي بد اخلاقي سمجھي جاتي ہے - محاسن اخلاق میں رحمدلي سے بڑھکر کوئي چیز نہیں ' لیکن صف دشمن میں اوسکي کوئي قدردانی نہیں کي جاتي - غیروں کے حقوق کي حفاظت تمدن و قانون کا بہترین کارنامہ ہے - لیکن زمانۂ جنگ میں قانون ہي غیروں کے ملک کا دوسرے سلطنتوں کے ساتھہ الحاق کر دیتا ہے اور مال غنیمت جسطرح وحشي قوموں کیلیے ذریعہ معاش تھا ' اوسي طرح تمدن کا بھي بہترین اندوختہ بنجاتا ہے - امن کي حالت میں عفو و درگذر ' حلم و تحمل ' اپنے اندر ایک اخلاقي مقناطیسي کشش رکھتي ہیں ' لیکن صف جنگ میں طلاقت وجہ اور حلم آمیز تبسم سے زیادہ درشت روئي کي قدر کي جاتي ہے - کفایت شعاري نہایت عمدہ چیز ہے ' لیکن میدان جنگ صرف اسراف ہي کے ذریعہ سے فتح ہوسکتا ہے - وفاے عہد کي اخلاقي عظمت کا ہر شخص اعتراف کرتا ہے ' لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں بد عہدیاں جائز خیال کي جاتي ہیں - اس قسم کے سیکڑوں اخلاقي عیب و ہنر ہیں جنکي حقیقت زمانۂ جنگ میں بالکل بدل جاتي ہے ' اور ضرورت اونکے بدل دینے کیلیے مجبور کرتي ہے -

* * *

لیکن ابتداء میں دنیا کي ہر چیز عارضي ہوتي ہے جو رفتہ رفتہ مستقل صورت اختیار کرلیتي ہے - عارضي اسباب سے زمین پر پاني کے قطرے گرتے ہیں ' اور آہستہ آہستہ زمین میں سوراخ کرتے جاتے ہیں - یہاں تک کہ ایک دن وہ مستقل گڑھے کي صورت اختیار کرلیتا ہے - ایک پتھر پر آفتاب کي شعاعیں پڑتي ہیں اور وہ اونکا رنگ جذب کرتا جاتا ہے ' یہاں تک کہ ایک دن لعل شب چراغ کے قالب میں نمایاں ہوکر دنیا کي آنکھہ کو خیرہ کردیتا ہے !

انسان کے اخلاق و عادات کا بھي یہي حال ہے - بچہ ماں کے پیٹ سے ایک سادہ شیشۂ دل لیکر آتا ہے جس میں ہر عکس کے قبول کرنے کي صلاحیت ہوتي ہے - دنیا کي جو طاقت اوسپر اپنا پر تو ڈالتي ہے ' آہستہ آہستہ اوسي اثر کو قبول کرتا جاتا ہے ' اور ایک دن اوسي قوت کا مجموعي اثر اوسکا اخلاقي دستور العمل

بن جاتا هے - انسان کے اخلاق کا سب سے بڑا مظہر عادت هے - لیکن یه ملکه بهي کسي فعل کے متواتر عمل میں لانے هي سے پیدا هوتا هے -

اس عالمگیر قدرتي اصول کي بنا پر جن قوموں کو جغرافیانه حالات ' تمدني ضروریات ' اور قومي خصوصیات همیشه جنگ کیلیے تیار رکهتي هیں ' وه اپني زندگي کا ایک بڑا حصه میدان جنگ هي میں بسر کرتي هیں - یهي عارضي نظام اخلاق اونکا مستقل اخلاقي دستورالعمل بن جاتا هے ' اور وه ان اخلاقي خصوصیات میں تمام دنیا سے ممتاز خیال کي جاتي هیں - ترکوں کي جنگ جوئي عام طور پر ضرب المثل هے :

جناں بردند صبر از دل که ترکاں خوان یغما را !

* * *

زمانه جنگ میں جن اخلاق و عادات کو ناگزیر خیال کیا جاتا هے ' اون میں بهت سے ایسے هیں جنسے بلاتکلف بے نیازي حاصل هوسکتي هے - جنگ کیلیے اگرچه جاسوسي ایک ضروري چیز هے ' لیکن جاسوس فوج کے ضروري اجزاء نهیں هوتے - میدان جنگ میں کبهي کبهي دشمن پر رحم بهي کیا جاسکتا هے - فقر و فاقه کي حالت میں بهي جنگ جاري رکهي جاسکتي هے ' اور دولت کي نازش اوسکے لیے چنداں ضروري نهیں - لیکن "شجاعت" ایک ایسي چیز هے جو جنگ کي حقیقت میں داخل هے ' اور اگر کوئي شخص میدان جنگ میں عزم و استقلال کے ساتهه کهڑا رهنا چاهتا هے ' تو اوسکو سب سے پہلے اپنے پانوں میں اسکي سنهري زنجیر ڈال لیني چاهیے -

جن قوموں کو کسي اتفاقي ضرورت سے لڑنا پڑتا هے ' اگرچه اونکے لیے بهي شجاعت نهایت ضروري هے ' لیکن جو قومیں همیشه لڑتي بهڑتي رهتي هیں ' اون میں شجاعت کا ایک مخصوص ملکهٔ راسخه پیدا هوجاتا هے - وه خاص طور پر اس وصف میں دوسري قوموں سے ممتاز خیال کي جاتي هیں -

مرد عورتوں سے زیاده بهادر هوتے هیں - اسکي وجه یه هے که اونکو اپني جان و مال کي حفاظت کیلیے مختلف لوگوں سے مقابله کرنا پڑتا هے ' یهي کشمکش اونکے جذبات شجاعت کو زیاده نمایاں اور مستحکم کردیتي هے

لیکن اگر متمدن اور وحشي قوموں کا مقابله کیا جاے تو اون میں بهي مرد اور عورت کي سي نسبت نظر آئیگي - متمدن قوم ایک عظیم الشان شهر کي چاردیواري میں محصور رهتي هے اوسکو خارجي خطرات کا بالکل ڈر نهیں رهتا - شهر کے اندر پولیس حفاظت کرتي هے - وه امن و سکون کي حالت میں آرام کي نیند سوتي هے - اسطرح رفته رفته اوسکي قوت دفاعي بیکار هوجاتي هے اور شجاعت کے جذبات مرده هوجاتے هیں -

لیکن ایک بدوي کي حالت اوس سے بالکل مختلف هے - وه کهلے هوے میدان میں رهتا هے ' اور اپني تمام چیزوں کي حفاظت خود هي کرتا هے - چور ' ڈاکو ' غنیم ' اوسپر حمله کرتے هیں ' اور وه صرف اپني قوت بازو سے انکو دفع کرتا هے - اسلیے اوسکے جذبهٔ شجاعت کو همیشه ٹهوکر لگتي رهتي هے ' اور اس سنگ چقماق سے همیشه شرارے نکلتے رهتے هیں - اسکا لازمي نتیجه یه هے که وه همیشه اپنے پهلو میں ایک گرم دل ' اور دل میں گرم خون کا ایک بڑا ذخیره رکهتا هے - یهي خون اوسکي رگوں میں هر وقت حرکت پیدا کرتا رهتا هے ' اور وه ایک معمولي سي صدا پر میدان جنگ کي طرف روانه هوجاتا هے -

عرب جس نے قیصر و کسری کے تخت و سلطنت کو دفعتهً اولٹ دیا ' اسي قسم کي شجاعت کا مرکز تها - یهاں تک که زمانهٔ جاهلیت میں بهادروں کا ایک خاص طبقه پیدا هوگیا تها جو همیشه گهوڑے کي لگام زنار کي طرح اپنے گلے میں آویزاں رکهتا تها اور هر وقت میدان جنگ کیلیے پا برکاب رهتا تها - فارسي لٹریچر میں "پا برکاب" کے استعارے کو بهي جنگ هي کي عاجلانه مستعدیوں نے پیدا کیا هے -

* * *

لیکن کبهي کبهي صرف ایک هي ممتد اور عظیم الشان جنگ اس قسم کي مستقل شجاعت پیدا کردیتي هے ' اور فتح و ظفر کي نشاط انگیز مسرت اس آتش سیال کو اور بهي دوآتشه بنا دیتي هے - آج همیں کئي قومیں ایسي نظر آتي هیں جو اگرچه همیشه مصروف جنگ نهیں رهیں ' لیکن صرف ایک هي فاتحانه جنگي اقدام ' یا ایک هي بامراد معرکهٔ قتال نے انکو ایک مستقل اور دائم و قائم جنگي قوم بنا دیا هے !

تاتاریوں کي مشهور شجاعت بهي اوسي عالمگیر طوفان کي ایک موج هے جو ساتویں صدي میں تمام دنیاے اسلام میں پهیل گیا تها ' اور بعد کي صدیوں میں هجوم اعداء نے اوسکو اور بهي مستقل کردیا -

* * *

اس مستقل شجاعت کا اثر صرف میدان جنگ هي میں ظاهر نهیں هوتا ' بلکه زندگي کے هر شعبهٔ عمل میں اوسکي جهلک نظر آتي هے - وه تمام قوم میں ایک حرکت پیدا کردیتي هے جو اوسکے تمام قواء خفته کو بیدار رکهتي هے - جرمنی کي جنگ پرستي کا نقشه فرانس و بلجیم کے میدانوں سے زیاده برلن کے کارخانوں ' کالجوں ' عام بازاروں میں نظر آیا تها -

قواء کا یه نشاط قوموں کي افزائش نسل پر بهي نمایاں اثر ڈالتا هے - یهي وجه هے که شیر کي اوبهرنے والي بهادرانه قوت جب ایک پنجرے میں قید کردی جاتي هے تو اوسکا شجاعانه نشاط فنا هوجاتا هے ' اور اوسکے توالد و تناسل کا سلسله بالکل منقطع هو جاتا هے -

اسکے برعکس بزدل قوم قلیل النسل هوتي هے - یهي وجه هے که ایک مدت کي غلامي کا افسرده کن امن مفتوح قوموں کو فنا کردیتا هے -

* * *

لیکن ایک هي قوت متضاد نتائج بهي پیدا کرسکتي هے - پاني کي طغیاني اگر سطح دریا پر موجوں کے سر پر غرور کو بلند کردیتي هے تو بهت سے سر اوٹهانے والے کنگرے اوسکي رو میں پست بهي هوجاتے هیں - اسلیے جنگ اگر ایک قوم کے جذبهٔ شجاعت کو همیشه کیلیے اوبهار دیتي هے ' تو دوسری قوم کو همیشه کیلیے بزدل بهي بنا دیتي هے - شخصي حالتوں میں بهي یه بزدلي نمایاں طور پر نظر آتي هے -

انگلستان کے مشهور فلاسفر ٹامس هوب نے اپني بزدلي کي یه وجه بتائي هے که وه جس زمانے میں اپني ماں کے پیٹ میں تها ' انگلستان کو اسپینش لوگ جنگ و غارتگری کي دهمکیاں دیتے رهتے تهے اور اونکي فوجیں عموماً ساحل انگلستان کا چکر لگایا کرتي تهیں - اس وقت تمام انگلستان کے ساتهه اوسکي ماں بهي اضطراب و خوف میں مبتلا تهي - اوسکے اضطراب عصیاني نے بچے میں یه بزدلي پیدا کردي !

انگلستان کے سلاطین قدیم میں یعقوب ثاني سخت بزدل تها - اسکي یه وجه بتائي جاتي هے که اسکي ماں نے سخت مصیبت و اضطراب کي حالت میں زندگي بسر کي تهي ' اور اوسکا قدرتي اثر اوسکے بچے پر بهي پڑا تها -

(البقیة تتلي)

جنگ کا اثر فن روایت پر

(ا)

دنیا درحقیقت موثرات کي ایک رزمگاہ ھے ' جس میں ایک قوت دوسري قوت سے تــکرا کر فعل و انفعال اور تاثیر و تاثر کا ایک مستقل سلسلہ جاري رکھتی ھے - تصادم قوی کا یہ عام قانون ھے - لیکن کیا ایک دشمن دوسرے دشمن سے نرمي کے ساتھہ بھي بغل گیر ھوسکتا ھے ؟

دنیا کا مادہ اس فلسفیانہ سوال کا جواب نفي میں دیتا ھے - مادۂ عالم قوت کے بل پر قائم ھے - قوت کسي سے جھک کے ملنا نہیں چاھتي - وہ ھمیشہ ابھرتي ھے ' اور ابھر کے دوسري قوت سے تــکراتي ھے - اس کشمکش و مقاومت کا فیصلہ بھي قوت ھي کي شدت و ضعف پر ھوتا ھے - اگر وہ ضعیف ھے تو خود چور چور ھوجاتي ھے - قوي ھے تو اپنے حریف کو پاش پاش کردیتي ھے -

لیکن کبھي کبھي ایسا بھي ھوتا ھے کہ میزان عدل دونوں کے توازن کو مساویانہ حیثیت سے قائم رکھتا ھے - اس حالت میں وہ ایک قوت سے کچھہ لے لیتا ھے اور دوسرے کو کچھہ دیدیتا ھے - پس صلح بھي جنــگ ھي کے سلسلہ میں داخل ھے - بلکہ جنــگ کي ایک خاص شکل کا نام ھے - اسلام چونــکہ دنیا کے تمام مواد و قوی کے توازن کو صحت و عدالۃ کے ساتھہ قائم کردینے کیلئے آیا تھا ' اسلیے اوس نے جنــگ کي اسي مخصوص شکل کو منتخب کرلیا :

و لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض' لفسدت الارض' و لکن اللہ ذو فضــل علي العالمین (۲ : ۲۵۲)	اور اگر خدا ایک جماعت کو دوسري جماعت کي مدافعت کي قوت نہ دیتا تو دنیا برباد ھوجاتي - لیکن خدا جو تمام نظام عالم کو

اسکي تمام احتیاجات و ضروریات بخشنے والا ھے ' اسلیے اوس نے تمام دنیا پر قوت کو تقسیم کردیا -

چنانچہ شریعۃ الاھیہ نے دنیا کي میزان عدل کو جس نظام پر قائم رکھا ھے ' وہ قوت ھي کي مساویانہ تقسیم کے بل پر قائم ھے :

و لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض ' لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مسجد یذکر فیھا أسم اللہ کثیرا (۲۲ : ۴۱)	اگر خدا ایک جماعت کو دوسري جماعت کي مدافعت کي قوت ندیتا تو حق اور صداقت کا دنیا میں کوئي محافظ نہ رھتا اور

خدا پرستي مظلوم ھوکر فنا ھوجاتي - شریعت کي تعلیم گاھیں اور معبد منھدم ھوجاتے ' صلواۃ الہي کا ادا کرنا جرم بن جاتا ' اور وہ تمام مسجدیں اجڑ جاتیں جن میں خداے واحد کا بار بار ذکر کیا جاتا ھے !

جہاد اسلامي کي حقیقت اسي صلح پرور جنــگ کي ایک زندہ مثال ھے - لیکن اسوقت ھمکو جنــگ کے اون نتائج سے بحث نہیں جو دنیا کے توازن کو قائم رکھتے ھیں ' بلکہ صرف تصادم قواء کے عام اثرات سے بحث کرنا چاھتے ھیں -

(ا)

دنیا کي ھر قوت اگرچہ تــکرا کر کوئي نہ کوئي نتیجہ ضرور پیدا کرتي ھے ' لیکن تصادم قواء کا سب سے زیادہ ھیبت انــگیز منظر جنــگ کي صورت میں دنیا کے سامنے نمایاں ھوتا ھے - دنیا کي ھر مادي قوت اگرچہ انفرادي حیثیت سے ھمیشہ سرگرم کارزار رھتي ھے ' لیکن اجتماع و تعاون (یعنی باھم جمع ھوکر ایک دوسرے کي مدد کرنا) صرف انسان ھي کا مخصوص جوھر ھے ' اور اسي مدني خصوصیت کي بنا پر اوس نے تمام دوسري قوتوں کو زیر اثر کرلیا ھے - دنیا کے معرکہ کارزار میں بھي اوسکي یہ اجتماعي شان نظر آتي ھے - اسي کے ذریعہ وہ دنیا کے سامنے اوس اجتماعي قوت کي ایک عام نمایش کرسکتا ھے جو کیف و کم ' دونوں میں تمام دوسري قوتوں کا ایک مرکب سمجھي گئي ھے - اسلئے اوسکے تصادم کا مجموعي اثر بھي ھر قوت سے شدید تر ' اور مختلف ھوتا ھے - دوسري قوتیں صرف ایک مادہ یا ایک قوت پر اثر ڈال سکتي ھیں لیکن انساني جنــگ کا دائرۂ اثر غیر محدود ھوتا ھے - وہ عقائد پر ' اخلاق پر ' لٹریچر پر ' مذھب پر ' تمدن پر ' جان پر ' مال پر ' غرض عالم ھستي کے ایک ایک ذرے پر اثر ڈالتي ھے ' اور اوس اثر کو اور اسکے مسلسل نتائج و عواقب کو ایک مستقل یادگار کي صورت میں ھمیشہ کیلئے چھوڑ جاتي ھے -

لیکن دنیا کي نگاھیں مادہ پرست ھیں اسلیے وہ جان و مال کي مرثیہ خواني میں اپني دوسري متاعوں کو بھول جاتي ھیں - البتہ ایک تیز حقیقت بیں نگاہ خون کي رنگین چادروں سے گذر کر جب عقائد ' اخلاق ' لٹریچر ' تمدن ' غرض ھر چیز کو ٹٹولتي ھے ' تو اوسکو اس قتل عام میں رنج و مسرت ' دونوں کے سامان ھاتھہ آتے ھیں - وہ دیکھتي ھے کہ جنگ نے مفتوح قوم کے عقائد ' مذھب ' اخلاق ' لٹریچر ' اور تمدن کو بالکل برباد کردیا اور اس ماتم کبری پر ایک آنکھہ آنسو بہانا چاھتي ھے - لیکن دوسري آنکھہ اِس پر راضي نہیں ھوتي کہ اصلي خزانہ ابھي باقي ھے - اوس کو اگرچہ مفتوح قوم نے کھودیا ھے لیکن دنیا نے نہیں کھویا - وہ دنیا ھي میں ھے - البتہ مفتوح قوم کي جیب سے نکل کر فاتح کے دامن میں منتقل ھوگئي ھے - و لنعم ما قیل :

زغارت چمنت بر بہار منتہاست
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ مي آید

لیکن فن روایت پر جنگ کا اثر اِس سلسلہ سے بالکل مختلف پڑتا ھے - ھر جنگ ایک سلسلہ روایت پیدا کردیتي ھے جو مفتوح کے دماغ سے نکل کر فاتح کي جیب میں نہیں جاتا بلکہ دونوں کا سرمایہ اونھیں کے پاس رہ جاتا ھے - اِسلیے بظاھر فن روایت کو جنگ کے عام اثر سے بالکل محفوظ رھنا چاھیے -

(۲)

لیکن کیا درحقیقت اوس کا دامن خون کے دھبوں سے بالکل پاک ھے ؟

اصلی ماتم اِسی سوال سے شروع ہوتا ہے -

امن و صلح کے زمانہ میں ہر چیز سے خون کا دھبہ چھڑادیا جاتا ہے ' لیکن صرف تاریخ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا دامن مبالغہ آمیز اور مصنوعی طریقہ پرخون سے رنگین کیا جاتا ہے - جنگ تاریخ کے چہرہ کو سب سے زیادہ زخمی کر دیتی ہے - جنگ کا جو اثر مذہب ' اخلاق ' تمدن ' اور لٹریچر وغیرہ پر پڑتا ہے ' وہ درحقیقت قوت کے ایک مخصوص وصف امتیازی کا نتیجہ ہوتا ہے - قوت کبھی دبکر رہنا نہیں چاہتی - وہ ہمیشہ دوسروں کو دبائے رہتی ہے - قوت کی اِس نمود نے اِنسان کو بالطبع نمود پسند بنا دیا ہے - اسلیے وہ اپنے کارناموں کو ہمیشہ دنیا کے سامنے ایک نئے آب و رنگ کے ساتھہ پیش کرنا چاہتا ہے - جنگ اپنے پاس اِس کا بڑا ذخیرہ رکھتی ہے جنگ میں اظہار فخر و غرور کے دو متضاد مواقع عموماً پیش آتے ہیں اور دونوں جگہ مبالغہ آفرینی و فریب کاری مختلف شکلیں اختیار کرلیتی ہے -

جنگ کا ایک منظر تو وہ ہوتا ہے' جب ایک فریق کی تعداد نہایت قلیل ہوتی ہے لیکن دوسری طرف سے فوج کا ایک ٹڈی دل اُمنڈتا ہوا چلتا ہے - اِس صورت میں اگر یہ کثرت ' قلت پر غالب آجائے تو اُس کے فتح و ظفر کی داستان کسی مزید تعلیل و توجیہ کی محتاج نہیں ہوتی - اُس وقت صرف یہہ کہدینا کافی ہوتا ہے کہ تنکا سیلاب کے مقابلے میں کیونکر ٹہر سکتا تھا؟ لیکن کبھی کبھی نتیجہ اِسکے برعکس ہوتا ہے' ایک تنہا قوت بہت سی عظیم الشان قوتوں پر غالب آ جاتی ہے:

و کم من فئة قلیلة ۔۔۔ کتنی ہی کم تعداد و کم قوۃ جماعتیں ہیں
غلبت فئة کثیرة ۔۔۔ جو اپنے سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب
(٢ : ٢٤٩) ۔۔۔ آگئیں' جبکہ اللہ کی نصرۃ نے انکا ساتھہ دیا -

تو اُسوقت دنیا کے اِس اصول موضوعہ کی مخالفت کرنی پڑتی ہے' اور اِس غیر متوقع کامیابی کے پیدا کردہ علل و اسباب بتانے پڑتے ہیں - یہہ کام درحقیقت فلسفہ کا تھا ' لیکن وہ اپنے فرائض صرف رواق افلاطون کے ایک گوشے ہی میں ادا کرسکتا ہے - چونکہ یہ سوال میدان جنگ میں کیا گیا ہے اِسلئے قوت ہی اُس کا جواب دیتی ہے ' اور اپنی شجاعت اور دشمن کی بزدلی کی مبالغہ آمیز داستان سرائی کرنے لگتی ہے - یہیں سے فن تاریخ کا وہ زخم نمایاں ہونے لگتا ہے جو آگے چلکر اسکے جسم حقیقت و واقعیت کا ناسور بن جاتا ہے !

[٣]

اشخاص کی شجاعت کے کارنامے اس سے بھی زیادہ مبالغہ آمیز صورت اختیار کر لیتے ہیں -

عرب میں ایک بہادر شخص سباع (درندہ جانور) کے لقب سے مشہور ہوگیا - چونکہ یہ لفظ کسی تاریخی کارنامۂ شجاعت پر دلالت کرتا تھا ' اسلیے آگے چل کر اسکی وجہ تسمیہ کے متعلق ایک تاریخی بحث پیدا ہوگئی - فن روایت نے اسکی یہ وجہ بتائی کہ وہ اس قدر بہادر تھا کہ " جب اوسکی بکریوں کے گلے میں شیر یا بھیڑیا آ جاتا تھا تو اس زور سے ڈانٹتا تھا کہ اونکا کلیجہ پھٹ جاتا تھا اور وہیں تڑپ کر مر جاتے تھے - چونکہ شیر وغیرہ کو عربی میں سبع کہتے ہیں اسلیے اس شجاعت کی یادگار میں اہل عرب نے اوسکو " سباع " کا خطاب دیدیا "

لیکن اس روایت پر یہ جرح کیگئی کہ " عموماً بکریاں نہایت کمزور اور ضعیف القلب ہوتی ہیں ' حتی کہ بزدلی کا ماخذ لغوی بھی رہی ہیں' اس بنا پر اگر اس شخص کی مہیب آواز سے بھیڑیے یا شیر کا دل پھٹ جاتا تھا تو بکریاں اس کے اثر سے کیونکر زندہ بچ جاتی تھیں ؟ " اسکا جواب یہ دیا گیا کہ " اوسکی قلب افگن آواز شیر کیلیے بالکل ایک نئی آواز ہوتی تھی اسلیے اسکا متحمل نہیں ہو سکتا تھا - لیکن بکریاں اسکی عادی ہوگئی تھیں - عادت فطرت کو بدل دیتی ہے " (١) یہ جواب گو صحیح بنا لیا جائے تاہم ظاہر ہے کہ اس روایت میں بہت کچھہ مبالغہ کا رنگ بھرا گیا اور اصلیت سے قطعاً بعید ہے -

[٤]

لیکن اظہار شجاعت کا ایک دوسرا شریفانہ طریقہ ہے جسکو اہل عرب کی فخر پسند طبیعت نے ایجاد کیا تھا - مفتوح قوم یا مغلوب شخص کی بزدلی کے اظہار سے اگرچہ فتح و ظفر کی فلسفیانہ توجیہ و تعلیل ہوجاتی ہے ' لیکن اخلاقی حیثیت سے ایک مردہ قوم یا بزدل شخص پر غالب آ جانا فاتح کیلیے کوئی قابل فخر چیز نہیں - اس بنا پر اہل عرب نے اپنی شجاعت کے اظہار کا یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ پہلے دشمن کی بہادری کی نہایت فیاضی کے ساتھہ داد دیتے تھے - پھر آخر میں صرف اتنا کہدیتے تھے کہ " ہم نے ایسے غیور ' کریم النفس' اور دلیر شخص کو میدان جنگ میں پچھاڑ دیا " اس مدح سے در حقیقت اپنی ہی شجاعت کا اظہار مقصود ہوتا تھا -

دشمن کے فضائل و مناقب کے اظہار و اعتراف میں اگرچہ بہت زیادہ فیاضی نہیں کی جاتی تھی ' تاہم چونکہ اسکا ثمرۂ فتح بھی فاتح ہی کو ملتا تھا' اسلیے یہ طریقہ بھی غلو و اغراق سے خالی نہ تھا - چنانچہ اہل عرب نے بھی اس کمزوری کو محسوس کیا اور افراط و تفریط کے ان دونوں دائروں سے الگ ہوکر قصیدہ کی ایک مستقل قسم پیدا کی جسکو "منصفات" کہتے ہیں - ان قصائد میں انصاف و صداقت کے ساتھہ فریقین کے کارنامے بیان کردیے جاتے تھے - لیکن دنیا میں صداقت اور انصاف کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب ہے اسلیے اگرچہ ابو تمام نے حماسہ کے انتخاب میں عرب کے تمام مجموعۂ اشعار کو کھنگال ڈالا ' لیکن اوسکو اس سلسلے میں صرف دو ہی قصیدے ہاتھہ آئے - قصیدہ کی اس مستقل صنف سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کا جنگی لٹریچر باوجود واقعیت پسندی کے مبالغۂ و غلو سے خالی نہ تھا -

[٥]

جن لڑائیوں میں فوج کی تعداد کم ہوتی ہے ' انکی قوت میں اعانت غیبی کے غیر واقعی ذریعہ سے بھی اضافہ کیا جاتا ہے ' اور قدیم زمانے کی مذہبی جنگوں کی تاریخ کا یہ ایک دلچسپ باب ہے جو مبالغہ و غلو کے ساتھہ انسان کی عجائب پسندی اور زود اعتقادی کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھہ رکھتا ہے - دنیا کی عام مذہبی تاریخوں میں اس قسم کے واقعات بکثرت مل سکتے ہیں - چونکہ فتح و ظفر کا فیصلہ کثرت ہی پر کیا جاتا ہے ' اسلیے جماعت کی تعداد ہمیشہ مبالغہ آمیز طریقہ سے غیر محدود دکھائی جاتی ہے - شجاعت اگرچہ ایک روحانی جوہر ہے لیکن وہ دنیا کو محسوس شکل میں دکھائی نہیں جاسکتی - صرف اوسکے نتائج ہی نظر آ سکتے ہیں - لیکن دنیا نتائج پر کب نظر رکھتی ہے ؟ البتہ فوجوں کے ٹڈی دل کا نظارہ ہر آنکھہ دیکھہ سکتی ہے اسلیے غیر محقق مذہبی تاریخیں عموماً دنیا کو اسیکا منظر دکھاتی ہیں - علامہ ابن خلدون نے مقدمہ میں اسپر ایک عمدہ نظر ڈالی ہے :

و قد تجــد الکافــة من ۔۔۔ اور ہمارے تمام ہمعصر مورخین
اہل العصــر' اذا افاضوا ۔۔۔ جب اپنے زمانے یا اپنے قریب کے

---

(١) الکامل للمبرد

فـــي الحـــديث عن عساكر الدول التي لعهدهم او قـــريباً منــه ' و تفاوضوا في الاخبـــار عن جيوش المسلمين او النصـــاري ' او اخـــذوا في احصـــاء اموال الجبايات و خـــراج السلطان و نفقات المترفين و بضائع الاغنياء الموسرين ' توغلوا في العدد و تجاوزوا حـــدود العوائد و طاوعـــوا وساوس الا غـــراب ' فاذا استكشفت اصحاب الدواوين عن عساكرهم ' و استنبطت احوال اهل الثـــروة في بضائعهـــم و فـــوائدهـــم ' و استجليت عوائد المترفين في نفقاتهم ' لم تجد معشار ما يعـــدونه ' و ما ذالك الا لولوع النفس بالغرائب و سهولة التجاوز على اللسان و الغفلـــة على المتعقب و المتنقد ' حتى لا يحاسب نفسه على خطاء و لا عمـــد و لا يطالبها في الخبر بتوسط و لا عدالة ' و لا يرجعها الى بحث و تفتيش ' فيرسل عنانـــه ' و يسيـــم فـــي مراتع الكذب لسانه ' و يتخذ آيات الله هزوا ' و يشتري لهو الحديث ليضل عن سبـــيل الله ' و حسبك بها صفقة خاسرة - (مقـــدمه ابن خلدون - ص - ۱۱)

زمانے کے بادشاہوں کي فوجوں کے متعلق روايت کرتے هيں ' يا مسلمانوں اور نصاری کي فوجوں کے اجتماع کا ذکر کـرتے هيں - يا مالگذاري اور خراج کي رقوم اور دولت مند لوگوں کے مصارف ' اور متمول لوگوں کے مالي سرمايه کي مقدار بيان کرتے هيں تو اونکي تعداد ميں نہايت مبالغه آفريني کرتے هيں ' اور عادت جاريه سے آگے بڑه جاتے هيں اور عجائب پسندي کے وسوسوں کے آگے سر تسليم خم کر ديتے هيں - ليکن جب تم خود متعلقين صيغۂ جنـگ سے اونکي فوجوں کا حال دريافت کرو ' اور دولت مندلوگوں کي دولت کے نتائج اور ثمرات کے ذريعـــه اونکي دولت کا اندازہ کرو ' اور دولت مندوں کے مصارف پر اس حيثيت سے نظر ڈالو که اس معامله ميں امراء کي عام عادت کيا هے ؟ تو جو تعداد ان مورخين نے بيان کي هے ' اوسکا عشر عشير بهي تمکو هاتهه نه آئيگا - يه مبالغه آفريني اسليے کي جاتي هے که نفس انساني عجائبات کا شيدائي هے ' ايسي باتيں آساني سے مشہور هوسکتي هيں - ليکن اس قسم کے مورخ يه بهول جاتے هيں که آينده زمانے ميں لـــوگ ان روايتوں کي نقد و تحقيق بهي کرينگے - اسليے وہ اپني خطا پر يا اپني دانسته غلط بيانيوں پر اپنے نفس کا جائزہ نہيں کرليتے - نه اوسکو روايت کي معتدل راہ پر لے جاتے هيں اور نه اوسکو تحقيق کي طرف مائل کرتے هيں - بلکه وہ بالکل مطلق العنان بنجاتے هيں - اپني زبان کو جهوٹ کے مرغزاروں ميں چراتے هيں ' خدا کي نشانيوں کو هنسي مذاق بنا ليتے هيں ' اور لغو باتوں کي ايک دکان لگا ديتے هيں تا که خدا کي سيدهي راہ سے دنيا کو گمراہ کريں - ليکن افسوس يه کيسي ناکامياب تجارت هے !!

علامه موصوف نے اس قسم کي روايتوں کي متعدد مثاليں دي هيں اور اونپر مختلف حيثيتوں سے نقد کيا هے - اونهوں نے اگرچه ان اصول سے چند خاص روايتوں هي کے انتقاد ميں کام ليا هے ليکن يه ايسے اصول هيں که عموماً هر فوجي نقل و حرکت کے نقد و تحقيق روايات ميں اون سے کام ليا جا سکتا هے -

علامۂ موصوف کي چند پيش کرده مثالوں کو هم يہاں نقل کرتے هيں :

(۱) مسعودي مورخين اسلام ميں بڑے پايه کا مورخ شمار کيا جاتا هے - ليکن اوس نے بنو اسرائيل کي فوج کي تعداد (جو فرعون کے مقابله کيليے جمع هوئي تهي اور جسکو وادي تيه ميں خود حضرت موسیٰ عليه السلام نے شمار کيا تها) ۶ لاکهه بتائي هے - يه وہ لوگ تهے جنکو خاص پابنديوں کے ساتهه منتخب کيا گيا تها - يعني هر سپاهي کي عمر ۲۰ برس سے متجاوز تهي اور وہ جسماني حيثيت سے معرکه جنگ ميں شريک قتال هوسکتا تها -

ايک خوش اعتقاد شخص اس روايت کو بآساني قبول کرليگا ' ليکن اسپر مختلف حيثيتوں سے نظر ڈالني چاهيے :

(الف) عموماً فوج کي تعداد کا تناسب ملک کي وسعت کے ساتهه تعلق رکهتا هے ' جسکي وجه يه هے که فوجي مصارف کا بار اوسي ملک پر هوتا هے جس کي وہ حفاظت کرتي هے - اسليے فوج اور سامان جنگ کي وسعت کا اندازہ صرف ملک کي اقتصادي حالت هي سے هو سکتا هے ' ليکن مصر اور شام کي وسعت اور اونکي اقتصادي حالت اس عظيم الشان فوج کے مصـــارف کي متحمل نہيں هوسکتي تهي -

(ب) اصول جنگ کے مطابق ميدان جنگ ميں فوج کي ترتيب اسطرح کي جاتي هے که ايک صف کو دوسري صف سے اعانت ملتي رهے اور نقل و حرکت کيليے ميدان ميں کافي وسعت موجود هو ' ليکن کوئي ميدان اس سر زمين ميں ايسا ثابت نہيں هوتا جو ۶ لاکهه فوج کي گنجايش رکهتا هو اور اصول جنگ کے مطابق اوسميں فوج کي ترتيب و تنظيم قائم کي گئي هو -

(ج) حضرت موسیٰ عليه السلام اور اسرائيل کے درميان چار پشتيں گذري تهيں جسکي کل مدت صرف دو سو دس برس تهي - ليکن چار پشت کے عرصے ميں کوئي خاندان اس قدر وسيع نہيں هوسکتا که بچوں ' عورتوں ' بوڑهوں اور مريضوں کے علاوہ ۶ لاکهه سپاهي پيدا کر دے -

(د) دنيا ميں ايرانيوں کي سلطنت نہايت وسيع اور عظيم الشان سلطنت تهي جس نے درفش کاوياني کے سايے ميں دنيا پر هزاروں برس حکومت کي - ليکن قادسيه کي جنگ ميں (جب که اوسکي موت و حيات کا فيصله هو رها تها) اوس نے اپني فوجي طاقت کي سب سے بڑي اور سب سے آخري نمائش کي ' تاهم اسکي فوجي قوت ايک لاکهه ۲۰ هزار سے متجاوز نه تهي - پس حضرت موسیٰ کے فوج کي تعداد اس سے زيادہ کيونکر هو سکتي هے ؟

(۲) مورخين کا بيان هے که زمانۂ قديم ميں ملوک يمن عموماً افريقه اور بربر پر حمله کيا کرتے تهے - سلاطين يمن ميں افريقش بن قيس کے متعلق کہا جاتا هے که وہ جب بربر کي جنگ سے واپس آ رها تها تو قبائل يمن ميں قبيله حمير وهيں رہ گيا ' مغرب کي قوموں ميں کتـــامه اونهي کي اولاد سے هيں - ليکن بربر کے تمام اهل نسب اس سے انکار کرتے هيں - سلاطين يمن ميں ذالاذعار کي نسبت مشہور هے که وہ موصل ' آذربيجان ' ايران ' روم ' ماوراء النهر ' سمرقند ' اور چين وغيرہ پر حمله کر چکا تها اور ان ميں بہت سے ممالک اوسکے زير نگيں هو گئے تهے - ليکن ان روايتوں کا ايک حرف بهي صحيح نہيں هے - حسب ذيل دلائل پر غور کرو :

سلاطين يمن جزيرہ عرب ميں رهتے تهے ' اور صغار اونکا دارالسلطنت تها ' ليکن جزيرۂ عرب کو تين طرف سے سمندر محيط تها - صرف سويس کا ايک راسته کهلا تها جس سے کوئي فوج مغرب کي طرف نقل و حرکت کر سکتي تهي - ليکن سويس اور بحر شام کا راسته جن صوبوں ميں سے هوکر گذرتا تها ' وہ عمالقه ' کنعان ' اور قبط وغيرہ کي زير حکومت تهے ' اور جب تک کوئي فوج ان سے معرکه آرا نه هوليتي ' ان راستوں ميں سے هوکر گذر نہيں سکتي تهي - ليکن کسي تاريخ سے ثابت نہيں هوتا که سلاطين يمن نے ان قوموں سے کبهي بهي جنگ کي - يمن سے مغرب تک کي مسافت

اسقدر طویل ہے کہ خود کوئي سلطنت اپنے ملک سے فوج کیلیے سامان رسد بہم نہیں پہونچا سکتي - اسلیے خواہ مخواہ انھي صوبوں سے رسد کا سامان بہم پہونچانا پڑتا ہوگا - یا لوٹ مار کي ضرورت ہوتي ہوگي - پس جب تک یہ تمام صوبے فتح نہ کرلیے جائیں ' مغرب تک اس فوج کي رسائي ہو ہي نہیں سکتي -

(٦)

علامۂ ابن خلدون نے اقوام قدیمہ کي مذہبي تاریخوں اور قصص کے متعلق جو نقد کیا ہے ' اس سے صرف تاریخ اسلام مستثنی ہے اسلام کو اپنے ظہور کے ساتھہ ہي فتنہ و فساد فی الارض کے دفع اور حق و سعادت کے دفاع کیلیے تلوار کھینچني پڑي اور ان غزوات کے وقائع خود قرآن حکیم نے جابجا بیان کیے ہیں - بلاشبہہ ہم کو ان میں اللہ کي غیبي نصرۃ و اعانت کے نزول و ظہور' اور تعداد قلیل کے مجمع کثیر پر غلبہ و فتح کے اعلانات نظر آتے ہیں - لیکن اقوام عالم کے مذہبي قصص کي طرح نہ تو ان میں انسانوں کے سوا کوئي اور مخلوق مصروف پیکار ہوتي ہے' اور نہ دیوتاؤں اور انکے پرستاروں کے عجیب الخلقۃ غول نظر آتے ہیں - البتہ ملاء اعلی کي وہ مقدس قوتیں اور ملائکہ قدس کے وہ غیر مجسم و غیر متحیز طاقتیں جو انسان سے باہر نہیں بلکہ خود اسکے اندرھي پیدا ہوتي اور نشو و نما پاتي ہیں' وہ ابھرتي ہیں' اور چند فقیر و بے سروسامان مظلوموں کو دشمنوں کے طاقتور و متکبر صفوں پر بالاخر غالب کردیتي ہیں:

بلی ان تصبروا و تتقــوا	ھاں بیشک' اگر تم میدان جنگ میں
ویاتوکم من فورھم ھذا	ثبات و استقامت کے ساتھہ جمے
یمدد کم ربکم بخمســة	رھو اور اللہ کو حاضر و ناظر یقین کرکے
آلاف من المــلائکــة	صرف اسي کا خوف اپنے اندر رکھو'
مسومین و ما جعله الله	اور ایسي حالت میں دشمن یکایک
الا بشری لکم و لتطمئن	تم پر چڑھہ آئیں' تو ذرا بھي گھبرانے
قلوبکم به وما النصر الا من	کي بات نہیں - تم یقین کرو کہ خدا
عندالله العزیز الحکیــم	تمہیں چھوڑ نہ دیگا - وہ پانچ ہزار
(۳ : ۱۲۱)	ملائکہ مسومین سے تمہاري مدد کریگا'

اور یہ اللہ نے صرف اسلیے کیا تاکہ تمہارے لیے بشارت ہو اور تمہارے دلوں میں کامل تسلي آجاے' اور یقین رکھو کہ فتح و نصرت نہیں ہے مگر صرف اللہ ھي کے طرفسے -

(۷)

لیکن زمانۂ جنگ کا اثر صرف فوجي نقل و حرکت کي مبالغہ آمیز روایتوں ھي تک محدود نہیں رہتا' بلکہ اخلاق و مذہب تک متعدي ہو جاتا ہے !

اسلام کي تاریخ میں اِس قسم کي متعدد مثالین مل سکتي ہیں - ہرقل نے جب ابو سفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق مختلف سوالات کیے تو وہ اگرچہ مجبوراً کسي سوال کے جواب میں صداقت کے دائرہ سے ہٹ نہ سکا' تاہم جب ہرقل نے آنحضرت کي پابندي عہد کے متعلق دریافت کیا تو چھپي ہوئي عداوت ابھر آئي اور باوجود علم و یقین کے آپ کے وفاے عہد کا صاف صاف اقرار نہ کرسکا - چنانچہ ابو سفیان نے اوسکے جواب میں کہا :

نحن في مدة لا ندري	اِس وقت تو صلح کا زمانہ ہے' کیا
ما ھو فاعل فیها (بخاري)	معلوم کہ وہ اپنے عہد کو وفاداري اور پابندي کے ساتھہ نباھینگے بھي یا نہیں -

ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے دوسرے فضائل پر بھي پردہ ڈالنا چاھتا تھا - لیکن آفتاب پر کیونکر خاک ڈالي جاسکتي تھي؟ اسلیے فریب کا موقع صرف اِسي سوال کے جواب میں ملسکا اور اوسکو خود اِس کا اعتراف ہے :

لم تمکني کلمة ادخل	مجھکو بجز اِس بات کے کسي دوسري
فیها شیئا غیر ھــذہ	بات کے اضافہ کرنے کا کہیں موقع ھي
الکلمة (بخاري)	نہ ملا -

جنگ ھي کي تخصیص نہیں' معمولي بغض و عداوت بھي روایت کي حیثیت بدل دیتي ہے اور ایک دشمن کے مثالب و معائب کا اثر اُسکے دوسرے دشمن پر عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے -

(۸)

غرضکہ ان تمام حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا زمانۂ پر آشوب بالخصوص فن روایت کے اختلال و بے اثري کا ایک ایسا عہد مشئوم ہوتا ہے جب تاریخ و وقائع نگاري کي حقیقت بالکل معدوم ہوجاتي ہے' نفس انساني کي تمام کمزوریاں پوري طرح کام کرنے لگتي ہیں' اور فن روایت اس عہد میں آکر بالکل بیکار ہو جاتا ہے -

محدثین اسلام نے اگرچہ ان روایتوں کے متعلق کوئي جدید قاعدہ وضع نہیں کیا' بلکہ جرح و تعدیل کے جو عام اصول ہیں انہیں کو ان روایتوں کا بھي معیار قرار دیا' لیکن قرآن مجید نے ان روایتوں کي طرف خاص اعتناء کي ہے' اور اون کے قبول کرنے سے جابجا ممانعت کي ہے -

جنگ کے زمانے میں بغض و انتقام کے جذبات مشتعل رہتے ہیں' اور جماعت کا دماغي اضطراب ہر قسم کي رطب و یابس روایتوں کو ڈھونڈھتا رہتا ہے اور اوسکو نہایت آساني سے قبول کرسکتا ہے - اس بنا پر جن روایتوں میں کسي فریق کے بغض و انتقام کي علانیہ جھلک نظر آتي ہے' اونکے متعلق قران نے عام حکم دیدیا کہ ان روایتوں کي تحقیق کي ضرورت ھي نہیں - اس قسم کے تمام موقعوں پر راویوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت سے کوئي بحث نہیں کرني چاھئے - بلکہ سننے کے ساتھہ ھي شدت کے ساتھہ انکار کردینا چاھیے -

چنانچہ منافقین نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضي اللہ عنہا کو متہم کیا اور آنحضرت نے مختلف ذرائع سے اوسکي تحقیق کي اور جب اسپر بھي تسکین نہ ہوئي تو ایک مہینے تک وحي الہي کا انتظار کیا' تو اسوقت خدا نے حضرت عائشہ کي براءت میں دس آیتیں نازل فرمائیں - ایک آیت میں اس روایت کي تحقیق پر عام طور پر اظہار عتاب بھي فرمایا :

لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون	تم لوگوں نے اس واقعہ کے سننے
والمومنت بانفسهم خیرا	کے ساتھہ ھي محض اعتماد نفس
و قالوا ھــذا افک مبین	کي بنا پر اور اپنے ساتھہ نیکي کا
(۲۴ : ۱۲)	گمان کرکے کیوں یہ نہیں کہدیا کہ یہ تو کھلي ہوئي تہمت ہے -

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک فریق کي خباثت اخلاق اور دوسرے فریق کے طہارت نفس کا اثر بھي روایتوں پر پڑتا ہے' اور چونکہ زمانہ جنگ میں اس قسم کے خبیثانہ اخلاق کے نتائج کا ظہور عموماً ہوتا رہتا ہے' اس لیے اس قسم کي روایتوں کے متعلق کسي قسم کي تفتیش و تحقیق کي ضرورت ھي نہیں - اصلاً ان پر کان دھرنا ھي نہیں چاھیے -

(۹)

بغض انتقام کا اثر ایک دوسري صورت میں بھي نمایاں ہوتا ہے - جنگ کے بعد جب مفتوح قوم فاتح کے زیر اثر ہوجاتي ہے تو ایک مدت تک باہم اعتماد قائم نہیں ہوتا اور بات بات میں بدگمانیاں پیدا ہوتي رہتي ہیں -

اسلام بھي اس عالمگیر اصول سے مستثنی نہ تھا - اوس نے عرب کے مختلف قبائل کو مسخر کرلیا تھا' لیکن اب تک وہ

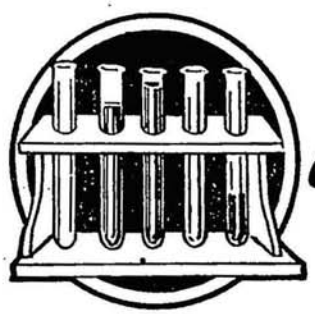

مذاکرہ علمیہ

مسلمانوں سے بالکل شیر و شکر نہیں ہوے تھے - اونکے معتقدات و جذبات کا ابھی کافی اندازہ بھی نہیں ہوا تھا' اسلئے بعض واقعات ایسے پیش آے جس نے خطرناک بدگمانیاں پیدا کردیں -

قبیلہ بنو مصطلق تمام احکام اسلام کا مطیع ہوچکا تھا - آنحضرت (صلعم) نے ولید بن عقبہ کو اوسکے یہاں صدقہ کا مال وصول کرنے کیلیے بھیجا - اون لوگوں کو خبر ہوئی تو استقبال کیلیے جمعیت عظیم کے ساتھہ آگے بڑھے - لیکن ولید کے دل میں بدگمانی پیدا ہوگئی - وہ سمجھے کہ یہ لوگ لڑنے کیلئے آ رہے ہیں - چنانچہ وہیں سے پلٹ آے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر کی کہ وہ لوگ دائرۂ اطاعت سے باہر ہوگئے - آپ نے اونپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا' لیکن اسپر یہ آیت نازل ہوئی :

یا ایہا الـــذین آمنـــوا ان	مسلمانو ! اگر تمہارے پاس ایک
جاءکم فاسق بنبـاء فتبینوا ان	فاسق کوئی خبر لیکے آے تو خوب
تصیبوا قوما بجہالۃ فیصبحوا	تحقیق کرلو - ایسا نہ ہو کہ اوس
علی ما فعلـــتم نادمین -	خبر کی بنا پر غلطی سے کسی قوم

کو نقصان پہنچا دو اور آخر میں اس پر نادم ہونا پڑے -

مفسرین کرام کو اس شان نزول پر یہ شبہہ ہے کہ غلطی کی بنا پر ولید بن عقبہ جیسے جلیل القدر صحابی کو فاسق نہیں کہا جا سکتا - لیکن اس آیت کا تعلق درحقیقت اونکی ذات کے ساتھہ مخصوص نہیں ہے - خدا نے ایک عام اصول کے طور پر بتا دیا ہے کہ جب زمانۂ جنگ میں خود مسلمان غلطی کرسکتے ہیں تو فاسق لوگوں کی روایتوں کو تو اور احتیاط سے قبول کرنا چاہیے -

یہ بھی ممکن ہے کہ ولید بن عقبہ کو کسی شریر شخص نے اس استقبال کے متعلق غلط خبر دی ہو اور اوسکو اقدام و ہجوم کی شکل میں دکھایا ہو' اس بنا پر خدا نے اوسی شخص پر فاسق کا اطلاق کیا - بہرحال ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کے متعلق روایتوں کو نہایت احتیاط کے ساتھہ قبول کرنا چاہیے -

یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ میں غزوات اسلامیہ کا ذکر نہایت سادہ' مختصر' اور خالی از مبالغہ طریقہ سے کیا گیا ہے اور ابن اسحاق وغیرہ کی روایتیں بالکل حذف کردیگئی ہیں - اسیلیے جہاں تک غزوات اسلامیہ کا تعلق کتب حدیث سے ہے' دنیا کی کوئی تاریخ صحت کے لحاظ سے اوسکی نظیر نہیں پیش کرسکتی - بلا شبہہ یہ محدثین کرام کا بڑا احسان ہے کہ اونہوں نے خون کی چادروں کو چاک چاک کرکے واقعات کے ایک ایک ذرے کو جمع کیا' اور پھر اس قدر صاف کردیا کہ اونپر خون کا اب ایک دھبہ بھی نظر نہیں آتا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

النـــوم

نیند کی حقیقت

[۱]

و جعلنا نومکم سباتاً (۷۸ : ۱۰)

اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کا وظیفۂ طبیعیہ مختلف ہے - آنکھہ دیکھتی ہے' کان سنتا ہے' ہاتھہ چھوتا ہے' ناک سونگھتا ہے' زبان چکھتی ہے' دماغ سونچتا ہے' وغیرہ وغیرہ - انہی وظائف کے اختلاف سے ان اعضاء کے ملذذات و مرغوبات میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے - آنکھہ خوشرنگ پھولوں سے لطف اٹھاتی ہے - کان کو نغمہ ہاے شیریں خوشگوار معلوم ہوتے ہیں - ہاتھہ نرم اور چکنی سطح پر پھیلنا چاہتا ہے - ناک کو بوے عطر سے مسرت حاصل ہوتی ہے - زبان کو غذاے لطیف سے ذوق ہے - دماغ دل خوش کن خیالات سے جی بہلاتا ہے - لیکن ہد و سکون اور آسایش و راحت خدا کی ایسی نعمتیں ہیں' جن کے ساتھہ تمام اعضاء کو یکساں دلبستگی ہے -

بظاہر انسان کے بعض متیقظ (بیدار) اعضاء ہمیشہ اپنے وظائف میں سرگرم عمل رہتے ہیں - دل ہمیشہ متحرک رہتا ہے - شرائین کی حرکت ہمیشہ جسم میں تروتازہ خون پہونچایا کرتی ہے - آلات تنفس کبھی معطل نہیں رہتے - لیکن درحقیقت ان کو بھی سکون و آرام کی ضرورت ہوتی ہے - چنانچہ نبض کا ہر وقفہ دل کے غیر منقطع سفر کی منزل ہے جہاں وہ آرام لیتا ہے شرائین کے اعمال بھی ہمیشہ یکساں سرگرمی کے ساتھہ جاری نہیں رہتے بلکہ اون میں بھی کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے' اور اسوقت ان نازک رگوں کی دوڑ دھوپ بھی خدا کے اس فیض عام سے متمتع ہوتی ہے !

نیند اسی ہدوتام اور سکون کامـل کا نام ہے' اسلیے وہ اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کو محبوب ہے' اور اسقدر محبوب کہ اُسکے لطف وصل کو رشک و رقابت منغض نہیں کرسکتے' پس اوس سے ہر عضو ایک ساتھہ فائدہ اوٹھاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بستر خواب سے اوٹھنے کے بعد تمام قواء جسمانیہ کی تجدید ہو جاتی ہے - جسم کے جو پرزے چلتے چلتے گھس گئے تھے' وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں' اور تمام اعضاء ایک مسرت تازہ' ایک نشاط نو' ایک انبساط جدید سے مسلح ہوکر اپنے وظائف طبیعیہ کیلیے از سرنو تیار ہوجاتے ہیں :

الم یروا انا جعلنا	کیا حکمت و ربوبیت کی اس نشانی کو نہیں
الیـــل لیسکنوا	دیکھتے کہ ہم نے تاریکی کو تو رات قرار دیا'
فیـــہ و النہـــار	تا انسان سوے اور راحت و سکون پاے' پر
مبصـرا' ان فی	دن کو روشن کیا تاکہ وہ سکون کی جگہ حرکت
ذالـک لایـــات	میں بسر ہو - بلاشبہ ارباب ایمان و یقین کیلیے

لقـوم يومنـــون (٢٧ : ٨٧) اس اختلاف ليل و نهار اور اسكے اثرات ميں حكمت رباني كي بڑي هي نشانياں هيں !

(حقيقت نوم)

" ضرورت اختراع و ايجاد كي ماں هے " اسليے انسان كا دماغ هميشه اپنے راحت و آسايش كے علل و اسباب كي جستجو ميں سرگرم رهتا هے - ادويۂ و عقاقير كے خواص و آثار اسي ضرورت نے دريافت كيے - اكتشافات حديثه كے گنجينۂ پنہاں كي وهي كليد بردار هے - زمين كے نشيب و فراز كو اسي نے هموار كيا - كل جو جنگل تها وهي آج باغ ارم نظر آتا هے ! كل جن ميدانوں ميں درندوں كے بهٹ تهے ' آج وهي متمدن انسانوں كا مسكن هے ! دريا كي سطح جو كل تک تلاطم خيز طوفان برپا كر رهي تهي ' آج انسان نے خود اوسكو مسخر كر ليا هے ! كل تک جو چيزيں پردۂ غيب كا چهپا هوا راز سمجهي جاتي تهيں ' آج وه افسانۂ بزم و انجمن هيں ! ليكن يه ايک عجيب بات هے كه " نيند " كي حقيقت اور اوسكے علل و اسباب كا قلعه ضرورت كي اس فاتحانه عقده كشائي سے ابتک محفوظ هے - جسطرح وه اوسوقت غير متعين تهے جب ايک وحشي انسان غفلت كي نيند سو رها تها ' اوسي طرح وه اب بهي مجهول و مشتبه هيں جب كه ايک متمدن انسان اكتشاف و اختراع كي دهن ميں رات رات بهر جاگا كرتا هے ! ! وما اوتيتم من العلم الا قليلا !

زمانۂ قديم ميں اسكي جستجو بيكار تهي كه وه خواب غفلت كا زمانه تها - ليكن اس بيداري كے زمانه ميں بهي اب تک اوسكي كوئي تسكين بخش تحديد نهيں كيگئي - جديد دور اكتشاف كے علم بردارں نے اسكے متعلق جو كچهه تحقيق و تفتيش كي هے وه " اضغاث احلام " سے زياده قابل وقعت نهيں هے - تاهم منزل مقصود كا اڑتا هوا غبار بهي شوق جستجو كي رهنمائي كرسكتا هے - اسليے همكو اس افسانۂ خواب و خيال سے كم از كم لطف سماع تو ضرور اوٹها لينا چاهيے -

(كميت و كيفيت دموي)

دور جديد كے بعض علماے قديم كا خيال تها كه نيند خون كي اوس كثرت مقدار كا نتيجه هے جسكي رو ليٹنے سے انسان كے دماغ ميں دفعتاً پهونچ جاتي هے - خون كي اسي حرارت كا نتيجه هے كه انسان سوتے وقت گرمي كے احساس سے كپڑا اوتار ڈالتا هے -

ليكن تجارب عمليه اس خيال كي تائيد نهيں كرتے ' بلكه اسكے بر عكس ثابت هوتا هے كه نيند كي حالت ميں دماغ كي معمولي مقدار خون بهي كم هوجاتي هے -

ايک شخص بچپن كے زمانے ميں سر كے بل گر پڑا تها ' هڈي كے ٹوٹنے سے اوسكي پيشاني پچک گئي تهي - ليكن جب وه سوتا تها تو اوسكي پيشاني كا يه پچكا هوا حصه اور بهي گهرا هوجاتا تها اور جاگنے كے بعد ابهر آتا تها - پس اگر دماغ حالت خواب ميں به نسبت بيداري كے خون كی غير معمولي مقدار سے لبريز هو جاتا تو نتيجه بالكل بر عكس هوتا -

زياده كد و كاوش كي ضرورت نهيں - هر شخص معمولی حالتوں ميں اسكے خلاف تجربه كر سكتا هے - انسان اكثر گهنٹوں چت ليٹا رهتا هے - اس حالت ميں نه اوسكو نيند آتي هے اور نه دماغ ميں كسي جديد كيفيت كا احساس هوتا هے - يهي وجه هے كه بعض علماء نے بالكل اسكے برعكس راے قائم كي هے - اونكا خيال هے كه حالت خواب ميں دماغ خون كے معمولي حصۂ رسدي سے بهي محروم هوجاتا هے - اور چونكه خون هي دماغ كي غذا هے جس ميں وه عمل كرتا هے اور اوسي كي حرارت كے ذريعه فضلات دمنغيه كو تحليل كرسكتا هے ' اسليے خون كي اس قلت مقدار كي وجهه سے نه تو اوسكو خود خون كے اجزاء ميں كسي عمل كي ضرورت پيش آتي هے اور نه وه اوسكے ذريعه فضلات هي كو دفع كرسكتا هے - بلكه بالكل بيكار هوجاتا هے اسي تعطل و بيكاري كا نام نيند هے -

ليكن درحقيقت يه خيال بهي قابل وثوق نهيں - تجارب سے ثابت هوتا هے كه سونے كے ساتهه هي دفعتاً انسان كے دماغ ميں معمولي مقدار سے زياده خون كي ايک رو پهونچ جاتي هے - يهي وجهه هے كه نيند كي حالت ميں انسان كا چهره سرخ هو جاتا هے ' اور چهرے كي سطح ظاهري بهي كسيقدر ابهر آتي هے -

بعض علماء نے آلات كے ذريعه سے ايک آدمي كے دماغ ميں خون كي مقدار زياده پهونچائي اور پهر اوسكو كم كيا ' تو معلوم هوا كه نيند پر خون كي كمي يا بيشي كا كوئي اثر نهيں پڑتا -

ان دونوں خيالوں كا دار و مدار تمامتر اسپر تها كه نيند كا سبب خون كے مقدار كي كمي بيشي هے - ليكن بعض علماء كے نزديک خون كي مقدار كا كوئي اثر خواب و بيداري پر نهيں پڑتا - بلكه خون كي كيفيت ميں جو تغيرات هوتے رهتے هيں وهي نيند كي علت هيں - كبهي كبهي خون ميں اسقدر حرارت اور رواني پيدا هو جاتي هے كه دماغ اوسپر قابو نهيں پاتا ' اور حرارت خون كي وجهه سے دماغ كے اعصاب كي رطوبت خشک هو جاتي هے - اس بنا پر دماغ كو جو چيز عمل پر آماده كرتي تهي وهي اوسكو بيكار كرديتي هے ' اور اسي تعطل كا نام نيند هے -

ان علماء نے مختلف علائم و آثار سے اسكي تائيد كي هے - وه كهتے هيں كه انهي تغيرات دمويه كي وجه سے جب انسان گهري نيند سے اوٹهتا هے تو اوسكا چهره تمتمايا هوا نظر آتا هے اور اوسكي جلد ميں بهي ايک ابهار سا پيدا هو جاتا هے -

بعض علماء كا خيال هے كه اعصاب كے جال نے تمام اعضاء انسانيه كو دماغ كے ساتهه مربوط كرديا هے - ليكن كبهي كبهي ايک خاص كيفيت عصيانيه دماغ و اعضاء كے ان ارتباطات و تعلقات كو منقطع كرديتي هے جو دماغ و اعضاء ميں حركت پيدا كرتے رهتے تهے - ان تعلقات كے منقطع هونے سے تمام جسم انساني معطل هوجاتا هے - اسي كا دوسرا نام نيند هے - ليكن اب تک اسپر كوئي يقيني دليل قائم نهيں هوئي هے البته دوسرے علماء نے اس كے قريب قريب يه راے ظاهر كي هے كه جن اعصاب كا وظيفۂ طبيعيه تمام جسم ميں خون كا پهونچانا هے اون ميں اسباب خارجيه تغيرات پيدا كرتے رهتے هيں ' اور يهي تغير خواب هوتا هے - البته يه ضرور هے كه ان اسباب كو عموماً نشاط افزا هونا چاهيے - يهي وجهه هے كه نرم بستر كے ديكهنے كے ساتهه هي نيند آجاتي هے اور شور و غل همكو دفعتاً بيدار كرديتا هے - قصوں كے سننے سے ' بستر پر ليٹنے سے ' بچوں كو تهپكياں دينے سے اسي ليے نيند آجاتي هے - كيونكه يه اسباب اعصاب ميں ايک خوشگوار اور لطيف تموج پيدا كرديتے هيں -

درحقيقت اس راے كا سلسله بهي اون لوگوں كے خيال سے جاكر مل جاتا هے جو دماغ ميں خون كي كمي كو نيند كا سبب قرار ديتے هيں - كيونكه ان تمام موثرات خارجه سے اعصاب ميں ايک قسم كا سكون پيدا هوتا هے جو دوران خون كي سرعت كو كم كرديتا هے - ليكن ان تمام مذاهب كا رد (جو خون كي كميت و كيفيت كو نيند كي علت قرار ديتے هيں) ايک دوسرے عملي تجربه نے كرديا هے - شام ميں دو توام بچے پيدا هوے - ان ميں سے ايک بيدار رهتا تها اور دوسرا اوسي حالت ميں سوتا تها ' حالانكه دونوں كے خون كا ظرف ايک دوسرے سے متصل تها - اگر خون كي كميت و كيفيت اسكا سبب هوتي تو دونوں كي حالت خواب و بيداري ميں ضرور تلازم هوتا -

(کیمیاوي تحقیق)

اسي طرح کیمسٹري کے اصول و قواعد نے نیند کي جو حقیقیت بتائي ہے وہ ان خیالات سے کہیں زیادہ دلچسپ اور رقیع ہے - انسان کا جسم درحقیقت ایک ٹرین ہے جو ہر وقت چلتي رهتي ہے - لیکن جب کوئلہ ختم هوجاتا ہے اور اوسکي جگہ انجن میں راکھہ بھر جاتي ہے تو اوسکو مجبوراً رک جانا پڑتا ہے - یہي حال انسان کے دماغ کا ہے - جب تک اوسکو ایندھن ملتا رهتا ہے اور اوس میں راکھہ بھرنے نہیں پاتي' اوسوقت تک اپنے وظائف طبعیہ میں سرگرم رهتا ہے - لیکن جب ایندھن وغیرہ ختم هوجاتا ہے اور اسکي جگہ فضلات جمع هوجاتے هیں تو انجن کي طرح وہ بھي دفعتاً رک جاتا ہے' اور اسي کو هم خواب شیریں کے نام سے تعبیر کرتے هیں -

اعصاب دماغیہ اپنے وظائف عملیہ میں همیشہ دو جزء کے محتاج هوتے هیں : آکسیجن اور کروماتوفیل - اسلیے دماغ آکسیجن کا ایک متعد بہ ذخیرہ همیشہ جمع کرتا رهتا ہے' اور جسطرح اسٹیشن پر کوئلہ پاني لینے کیلیے گاڑي ٹھہر جاتي ہے' بعینہ اوسي طرح دماغ بھي آکسیجن جمع کرنے کیلیے ایک خاص وقت میں سو جاتا ہے - اسلیے نیند درحقیقت اوس تہیؤ و استعداد کا نام ہے جسکو انسان کا دماغ اپنے سفر کیلیے کرتا ہے -

کروماتوفیل کي کافي مقدار همیشہ خلایاء عصبیہ میں جمع رهتي ہے اور نیند اس خزانے میں اور زیادہ اضافہ کردیتي ہے' لیکن ریاضت شدیدہ اور اعمال شاقہ اوسکو فنا کردیتے هیں - یہي وجہ ہے کہ سخت محنت کے بعد انسان کو نہایت گہري نیند آتي ہے -

تجارب عملیہ بھي اوسکي تائید کرتے هیں - ایک ایسے شخص کے دماغ کا تجربہ کیا گیا جو مدت سے نہیں سویا تھا - معلوم هوا کہ اوسکا دماغ کروماتوفیل سے بالکل خالي ہے -

لیکن انسان جب سرگرم عمل رهتا ہے تو صرف یہ اجزا فنا هي نہیں هو جاتے جو دماغ کے انجن کا کوئلہ هیں' بلکہ جسقدر فنا هوتے هیں' اوسي نسبت سے اوس میں فضلات بھي پیدا هوتے رهتے هیں - کوئلہ جس قدر جلتا ہے' اوسي قدر انجن میں راکھہ بھرتي جاتي ہے -

حالت عمل بیداري کے اندر اگرچہ دماغ میں اور بھي متعدد قسم کے زهر آلود فضلات پیدا هوتے رهتے هیں لیکن انکي حقیقت اسوقت تک غیر متعین ہے - ابتک صحیح طور پر صرف کاربونیک گیس کا علم هو سکا ہے جو سخت محنت کي حالت میں بکثرت پیدا هوجاتا ہے - اس بنا پر نیند درحقیقت آکسیجن اور کروماتوفیل کي قلت' اور کاربون کي کثرت تولید کا نتیجہ ہے -

نیند کي حقیقت کے متعلق یہي آخري مذهب ہے جو قابل صحت تسلیم کیا جاتا ہے اور همارے روزانہ تجارب بھي بظاهر اسکي تائید کرنے کے لیے تیار هیں - هر شخص کو صاف نظر آتا ہے کہ وہ کسان جو دن بھر هل جوتتا رهتا ہے' اوس شہري سے زیادہ نیند کا لطف اوٹھاتا ہے جو لہو و لعب میں اپنے وقت عزیز کو ضائع کردیتا ہے -

لیکن یہ مذهب بھي ابھي تک شکوک و اعتراضات سے خالي نہیں ہے - اعمال کیمیاویہ کے تمام نتائج لازمي هوتے هیں مثلاً کوئلہ کے ختم هونے اور انجن میں راکھہ بھر جانے کے بعد گاڑي فوراً رک جاتي ہے - اور پھر اس حالت میں اور کوئي طاقت اوسکو نہیں چلا سکتي - لیکن هم دیکھتے هیں کہ بہت سے لوگوں کو سخت محنت کے بعد بھي اضطراري نیند نہیں آتي حالانکہ دماغ آکسیجن اور کروماتوفیل سے خالي هو گیا ہے اور اوس میں کاربون بھر چکا ہے - علاوہ بریں سخت محنت کے بعد بھي قصداً جاگنے کي هر شخص قدرت رکھتا ہے' حالانکہ اعمال کیمیاویہ کا اثر اضطراري هوتا ہے - اس سے بھي قوي تر اعتراض یہ ہے - کہ اگر یہ مذهب صحیح ہے تو اوسکا اثر خواب و بیداري کے اوقات پر بھي پڑنا چاهیے - مثلاً اگر ایک شخص آدھي رات کو سویا ہے تو اوسکے یہ معني هیں کہ اوسکے پاؤ گھنٹہ پہلے اوس کے دماغ میں آکسیجن اور کروماتوفیل کي جگہہ کاربون کا وہ ذخیرہ جمع هو گیا ہے جو نیند کا اصلي سبب ہے - لیکن اب سونے کے پاؤ گھنٹے کے بعد هي نیند کاربون کے اون تمام اجزا کو فنا کردیگي جو نیند سے پاؤ گھنٹے پہلے پیدا هو گئے تھے اور انکي جگہ آکسیجن اور کروماتوفیل کے اجزا پیدا هو جائینگے جو بیداري کي علت هیں - اس بنا پر اوس شخص کو پاو گھنٹے کے بعد هي بیدار هو جانا چاهیے - حالانکہ هر شخص کا تجربہ اسکے خلاف شہادت دیگا -

(آخر ترین تحقیقات)

بعض علماء نے اس آخري مذهب پر بھي قناعت نہیں کي اور تحقیق مزید کیلیے دوسرے تجارب بھي جمع کیے هیں - چنانچہ اونہوں نے چند کتوں کو ایک مدت تک بیدار رکھا لیکن نہ تو اونکے جسم کي حرارت میں کوئي کمي پیدا هوئي' نہ کاربون کے اجزاء میں کسي قسم کا اضافہ هوا' اور نہ هي آکسیجن کي تولید میں کوئي نمایاں فرق نظر آیا - خون کي رطوبت اور اسکي کمیت و کیفیت بھي اپني اصل حالت پر قائم رهي - البتہ دس دن کے بعد کتوں کي یہ حالت هوگئي کہ اون کے اعصاب بالکل بے حس تھے اور کسي قسم کے اسباب خارجیہ کا انپر اثر نہیں پڑتا تھا - اس حالت نے اونکے اعصاب میں ایک ایسا اضطراري تموج پیدا کردیا تھا جو کسي دوسرے ذریعہ سے پیدا نہیں کیا جا سکتا تھا - جب وہ سوگئے اور پھر بیدار هوے تو یہ تموج عصبي بالکل زائل هوگیا تھا -

اب سوال یہ ہے کہ اس دماغي اضطراب کا سبب کیا ہے ؟ تکان یا فضلات ردیہ کي تولید ؟ اگر اس اضطراري نیند کا سبب خون کي کمیت و کیفیت' اسباب خارجہ کا اثر' یا وہ فضلات ردیہ هیں جنکو اوپر کے تمام مذاهب میں نیند کا سبب بتایا گیا ہے' تو هم انکو آلات کے ذریعہ دوسرے حیوانات کے دماغ تک پہونچا سکتے هیں' اور اگر نیند اونکا لازمي نتیجہ ہے' تو اونکو سو جانا چاهیے حالانکہ تجربہ اسکي مخالفت کرتا ہے -

چنانچہ ایک کتے کو چند دنوں تک بیدار رکھکر اوسکے جسم کا خون دوسرے کتے کے جسم میں حقنہ کے ذریعہ پہونچایا گیا - اگرچہ اس احتقان سے اوس کتے کي دوسرے دماغي کیفییات و آثار میں اختلاف پیدا هوا' لیکن خواب و بیداري پر اسکا کوئي اثر نہیں پڑا - اسلیے خون کي کمیت و کیفیت نیند کا سبب نہیں هوسکتي -

لیکن اس اختبار پر بظاهر یہ اعتراض هوسکتا تھا کہ نیند کا تعلق دماغ کے ساتھہ ہے' اس بنا پر تمام جسم کا خون اس مسئلہ کا قطعي فیصلہ نہیں کر سکتا - اس شبہہ کے ازالہ کیلیے انہوں نے ایک ایسے کتے کے دماغ کا خون جو چند دنوں بیدار رکھا گیا تھا' ایک ایسے کتے کے دماغ میں پہونچایا جس کے اعصاب میں بیداري نے کسي قسم کا تغیر پیدا نہیں کیا تھا - خون پہونچنے کے ساتھہ هي اوس کتے کو نیند آ گئي - اس تجربہ سے صاف ثابت هوتا ہے کہ نیند کا سبب خون یا فضلات ردیہ نہیں بلکہ وہ سیال مادہ ہے جو مبدء اعصاب کے اطراف میں پھیلا هوا ہے -

لیکن سوال یہ ہے کہ اوس مادہ کي حقیقت کیا ہے ؟ قوانین فطرت نے ابھي تک اس راز کو اپنے خزانہ میں محفوظ رکھا ہے -

جسے دوسرے معنی نہ ہیں کہ اب تک نیند کی حقیقت ارباب علم کے نزدیک نہ معلوم ہے : وما اوتیتم من العلم الا قلیلا !

(و جعلنا نومکم سباتا)

ان تمام مذاهب و خیالات کی تشریح سے ثابت هو گیا که جدید تحقیقات اب تک نیند کی حقیقت اور اوسکے علل و اسباب کے تعین میں نا کامیاب ہے - لیکن خدانے اور تمام فطری چیزوں کے ساتھہ آج سے تیرہ سو برس پہلے هم کو اپنا ایک یہ احسان بھی جتایا تھا :

الــم نجعــل الارض مهادا ، و الجبال اوتادا ، و خلقنــاكم ازواجــا ، و جعلنــا نومكــم سبــاتا ؟ (۷۸ - ۱۰)

کیا هم نے زمین کو آرامگاہ اور پہاڑ کو اوسکا ستون نہیں بنایا ؟ کیا هم نے تم کو جوڑا جوڑا نہیں پیدا کیا ؟ اور کیا تمھاری نیند کو ایک غافل کردینے والی چیز نہیں بنایا ؟

اب تحقیق جدید کا متحرک قدم بھی اسی نقطے پر پہونچکر رک گیا ہے جہاں سے پروفر کی حرکت اولین شروع هوئی تھی - چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ نیند بالکل فطری چیز ہے - جس طرح انسان کو کھانے پینے کی ضرورت هوتی هے اوسی طرح وہ نیند کا بھی محتاج ہے - اسلیے تمام فطری ضروریات کی طرح اوس کے خواص و آثار میں بھی تغیرات پیدا هوسکتے هیں - اگر ایک شخص ریاضت سے کھانا چھوڑ سکتا ہے تو ایک شخص همیشہ بیدار بھی رہ سکتا ہے - اگر ایک شخص کو غم و الم میں کھانے پینے کی فکر نہیں رهتی ' تو ایک شخص اس حالت میں خواب شیریں کا افسانہ بھی فراموش کردیتا ہے - اگر ایک شخص فاقہ سے مرسکتا ہے تو ایک شخص کو دائمی بیداری بھی هلاک کرسکتی ہے - اگر پر خوری کسل پیدا کرتی ہے تو معمول سے زیادہ سونا بھی اس کا سبب هوسکتا ہے - اگر انسان کو غذاے لطیف مرغوب ہے تو خوشگوار نیند اوس سے زیادہ محبوب ہے - غرض یہ ایک ایسا مذهب ہے جسکے ذریعہ نیند کے تمام خواص و امراض کی توجیہ و تعلیل کی جاسکتی ہے اور بلا شبہ قرآن حکیم نے عام موثرات فطریۂ انسانیہ کے سلسلے میں نیند کا ذکر کرکے اسکی طرف ایک بلیغ اشارہ کردیا ہے -

---

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اُردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرهٹی هفتہ وار رسالوں میں البــلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود هفتہ وار هونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوگا - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے آمادہ ہے پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے کمیشن معقول دیا جاتا ہے -

آثار اســلامیہ امارت بیجاپور

(از مولانا سید سلیمان صاحب دسنوی پروفیسر پونا کالج)

(مفتوحات اسلامیہ)

تمام مفتوحات اسلامیہ کی دو قسمیں هیں :

(۱) ایک وہ جو عرب فاتحین کی قوت کے جولانگاہ رہے هیں -

(۲) دوسرے وہ جو ترک ' مغل ' اور پٹھان اقوام کی یادگاریں هیں -

خدا جانے یہ نکتۂ تاریخی اور لوگ تسلیم کرتے هیں یا نہیں ' مگر همکو صاف نظر آتا ہے کہ عرب جہاں گئے ' مذهب ' علم ' تہذیب ' اخلاق ' اور تمدن اونکے همرکاب رها - کیونکہ وہ درحقیقت اسلام کے اصلی جوهر اور تعلیم اسلام کا حقیقی نمونہ تھے - لیکن جہاں جہاں ترکوں ' پٹھانوں ' اور مغلوں کے ذریعہ سے اسلام پہونچا ہے ' وهاں علم ' مذهب ' اور تہذیب و تمدن کی معیت علی الاکثر بہت کم نصیب هوئی ہے اسکا سبب ظاهر ہے کہ یہ قومیں خود حقیقت میں اسلام کی نائب اور نمایندہ نہ تھیں -

(فتح هــنـدوستــان کے دو راستے)

هندوستان میں اسلام دو راستوں سے آیا : براہ خیبر و پنجاب ترکوں اور مغلوں کے ذریعہ سے - اور براہ سندھ و گجرات عربوں کے ذریعہ سے :

گو آج تو هر جگہ خاک سی اڑتی ہے لیکن تاریخ کا آئنۂ جہاں نما تیموریوں سے پہلے کا نقشہ همکو دکھا سکتا ہے جب لاهور ' آگرہ ' اور دهلی کی وسیع فضاء حکومت ترکوں اور مغلوں کی قوت کا تماشہ گاہ تھی تو شجاعت و بہادری کی جنس کے سوا اور متاع کسی کی ان بازاروں میں پرسش نہ تھی - نہ علم دانائی (فقہ) کے سوا اور کسی اسلامی علم و فن کا یہاں نام و نشان تھا ' اور نہ " داناؤں " (فقہاء) کے سوا اسلام کا کوئی اور نمونہ تھا - یہ نادان دانا تقلید اور جہل و تعصب کے مجسمہ تھے ' جن کو اس سے کچھہ بحث نہ تھی کہ اسلام کے خدا نے کیا کہا ہے اور اسلام کے پیغمبر نے کیا بتایا ہے ؟ وہ صرف ایک هی شے سے تسلی پاتے تھے - یعنی فتاواے دانایان بخارا و سمرقند ! ملک کے اس سرے سے اوس سرے تک ایک بھی احادیث نبویہ کا حامل اور فرمان الہی کا مفسر نہ تھا !

لیکن اس کے بالکل برخلاف مسند دکن اور گجرات کی حالت دوسری تھی - ان میں سے هر ایک بجا طور سے دمشق ' قرطبہ ' اور بغداد کو یاد دلاتا تھا - سواحل عرب کے مقابل هونے کی وجہ سے علوم و فنون کے سرچشمے حجاز و یمن سے اُبلتے تھے اور ان ممالک میں بہتے تھے - بیجا پور ' احمد نگر ' گولکنڈہ ' اور احمد آباد گجرات ' ان سرچشموں کے قرارگاہ تھے -

(حکومت تیموریہ اور امارت اسلامیۂ جنوبی هند)

تیموری سلاطین نے عموماً اور اکبر و اورنگ زیب نے خصوصاً جس شدید غلطی کا ارتکاب کیا (اور اگر هم حسن نیت کو دخل دیں تو)

جس خطاے ابتهاسي کا ارتکاب کیا' حقیقت میں اوس سے خود بناے اسلام هي متزلزل هوگئي - اکبر اور پهر اورنگ زیب کي احمقانه سیاست جنوبي هندوستان کي ایک ایک اسلامي ریاست کو نگل گئي اور جس جامعیت و اتحاد مملکت کي غرض سے یه کوشش کي گئي تهي' وه بهي حاصل نه هوئي - جبکه دور و دراز صوبوں کیلیے وسائل و ذرائع سفر و خبر مفقود تهے' تو انکا کسي بعید مرکز سے پیوسته هونا تقریباً ناممکن تها - نتیجه یه هوا که غیر اسلامي قوتیں موقع پاکر ابهر آئیں اور خود مسلمان هي مٹ گئے -

مسلمانان شمالي هند عموماً جب اسلامي هند کے عهد زریں کا تذکره کرتے هیں' تو آگره اور دهلي کا نام بے اختیار اونکي زبان سے نکل جاتا هے اور پهر خاموش هوجاتے هیں - لیکن شاید اونهیں معلوم نهیں که اسکے بعد هي بیجا پور' احمد آباد' احمد نگر ' گولکنده' دولت آباد وغیره آثار باقیۂ اسلامیه دو منانے هونے کا فریضۂ تاریخي ان کے ذمه ابهي باقي هے -

(امارت بیجاپور)

امارت بیجاپور دکن کا ایک زرخیز قطعۂ ملک تها جو اب بمبئي پریزیڈنسي کا ایک جزء هے شهر بیجاپور اس اسلامي امارت کا پایه تخت تها - اب تک اپنے مدیر شهر کي حیثیت سے نامي هے - بمبئي سے اسکي مسافت ۴۰۰ میل بجانب مشرق و جنوب هے - انگریزي تاریخوں میں بیجاپور کا لقب دکن کا تدمر Palmyra هے - اس تدمر دکن کي تاریخ نهایت دلچسپ اور مجموعۂ عبر و بصائر هے -

اس سلسلۂ حکومت کا نام جو یهاں فرمانروا تها' خاندان عادلشاهي تها -

عادلشاهي خاندان کا باني بروایت مشهوره سلطان مراد قسطنطنیه کا ایک بے خانمان فرزند' یعني شهزاده یوسف تها - یوسف جب اپنے بهائي سلطان محمد کے خوف سے قسطنطنیه کے کنعان سے نکلا' تو تقدیر نے دکن کے مصر میں پهنچا دیا - جهاں وه ایک سپاهي کے درجه سے شاهي کے رتبه تک پهنچ گیا !

اس سلسله میں کل ۹ بادشاه گذرے هیں :

۱ یوسف عادلشاه زمانه حکومت از سنه ۱۴۸۹ع تا سنه ۱۵۱۰ع
۲ اسماعیل عادلشاه " از سنه ۱۵۱۰ع تا سنه ۱۵۳۴ع
۳ ملو عادلشاه " از سنه ۱۵۳۴ع تا ۷ ماه
۴ ابراهیم عادلشاه اول " از سنه ۱۵۳۴ع تا سنه ۱۵۵۷ع
۵ علي عادلشاه اول " از سنه ۱۵۵۷ع تا سنه ۱۵۸۰ع
۶ ابراهیم عادلشاه ثاني " از سنه ۱۵۸۰ع تا سنه ۱۶۲۶ع
۷ محمد عادلشاه " از سنه ۱۶۲۷ع تا سنه ۱۶۵۵ع
۸ علي عادلشاه ثاني " از سنه ۱۶۵۶ع تا سنه ۱۶۷۲ع
۹ سکندر عادلشاه " از سنه ۱۶۷۲ع تا سنه ۱۶۸۶ع

اس حکومت کي کل مدت سلطنت ۳۰۳ برس هے - عموماً اکثر فرمانروا بیدار مغز اور باهوش تهے - اسکندر آخري بادشاه افسوس قسمت کا سکندر نه تها - ایک طرف سیوا جي کي غارتگري سے حواس باخته تها' دوسري طرف اورنگ زیب کے حملوں سے - تا آنکه سنه ۱۶۸۶ع نے اورنگ زیب کو بیجا پور کا مالک کردیا -

عادلشاهي حکومت نے اپنے متعدد آثار چهوڑے جو اب بهي ان اطراف میں کاروان اسلام کے نقش پا بتاتے هیں - دیواروں ' قلعوں ' مسجدوں ' اور دیگر عمارات کو چهوڑکر صرف طریقۂ آبرساني کے وه حیرت انگیز کارنامے یهاں موجود هیں جو اب تک مسلمانوں میں طبیعیات کي اعلی ترقي کے شاهد حال هیں - " ملک میدان " نامي ایک عجیب و غریب توپ بهي یهاں محفوظ هے جو " محمد بن حسن رومي " (۱) ایک مسلمان کي قوت صنعت کا نتیجه تهي اور جس سے مسلمانوں کے علم الحرب پر ایک نئي روشني پڑتي هے - دوسري توپ " لینڈا کسب " هے وه بهي اسي حکومت کے مصنوعات جدیده میں سے هے -

عمارات و ابنیه کي اسوقت یهاں ۴۴ یادگاریں باقي هیں جو اسلامي طرز تعمیر کے بهترین نمونه هیں - چند مشهور آثار کے فوٹو صرف اسلیے نقش هیں که :

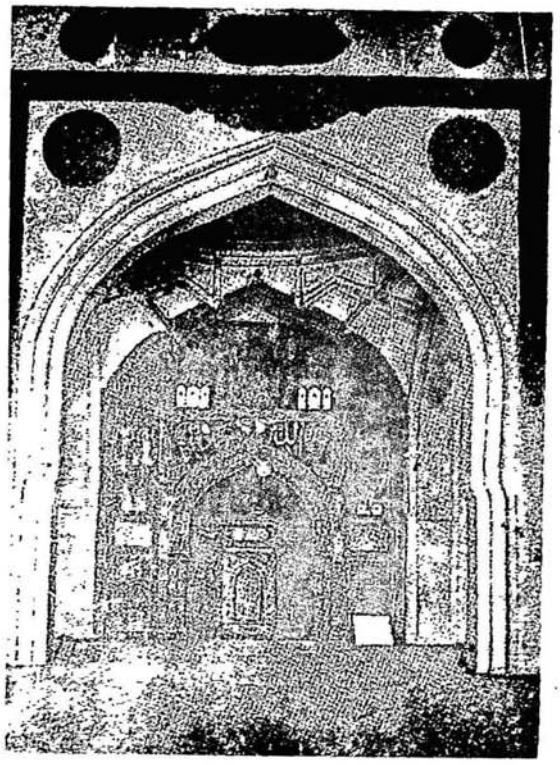

قیاس کن ز گلستان من بهار مرا !

(اسلامي طرز تعمیر)

هر قوم نے اپنے عهد تمدن و عروج میں اپنے حسن مذاق و وسعت علم و پیمانۂ تمدن کے مطابق عمارتیں تعمیر کي هیں جن میں سے مخصوص طور اهل مصر' اهل بابل' اهل هند' اهل ایران قدیم' روم' اور مسلمان هیں - اسلامي طرز تعمیر کا نام Architecture Saracenic هے - مهندسین یورپ تسلیم کرتے هیں که علم هندسه و تعمیر میں مسلمانوں کا مخصوص پایه تها -

جامع مسجد بیجاپور کا محراب و مصلی

اسلامي طرز تعمیر کے مختلف اقطاع عالم میں مختلف نمونے هیں - لیکن باوجود اس اختلاف کے بعض نوعي اشتراک بهي هیں -

هندوستان میں اسلامي طرز تعمیر کے دو نمونے هیں : تیموري و غیر تیموري - دهلي ' آگره ' کشمیر ' لاهور کے علاوه جهاں تیموري مصنوعات هیں' اور هر جگهه غیر تیموري طرز تعمیر کے نمونے ملتے هیں جو تیموري نمونوں سے نسبتاً نزاکت و لطافت میں کم درجه هیں لیکن جلال و جبروت و سطوت اور استحکام میں تیموریوں پر فائق هیں -

(۱) یه حسن بن رومي تاریخ هند کا ایک عجیب و غریب شخص تها جسکے وجود پر ابتک کافي روشني نهیں پڑتي - عنقریب اسکے مفصل حالات شائع کرینگے - (البـــلاغ)

جامع مسجد کا صحن

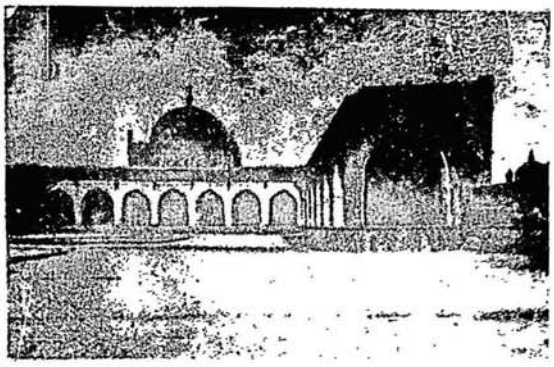

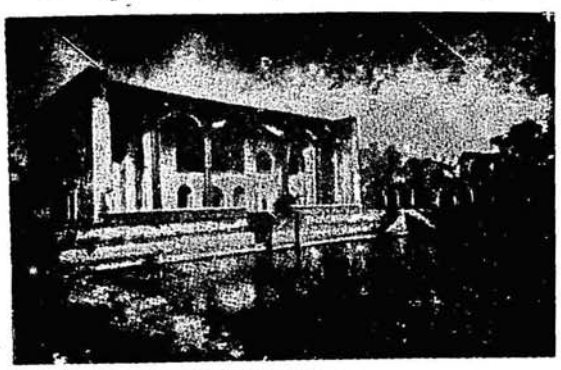

اس اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تیموریوں کو اپنی عمارتوں کے لیے جس قسم کے پتھر ملے، دوسروں کو نصیب نہیں ہوئے۔ بیجاپور کی عمارتیں دوسری قسم میں داخل ہیں۔

(جامع عادلشاہی)

تمام مساجد بیجاپور میں یہ سب سے زیادہ وسیع و بلند اور خاص بیجاپور کی نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ اسکا اندرونی رقبہ ۱۹۰۰۰ مربع فٹ ہے اور نہایت متناسب الاجزا بنایا گیا ہے۔ محراب کے علاوہ تمام دیوار سادہ ہے۔ محراب نہایت نازک طلائی نقش و نگار سے آراستہ کی گئی ہے جسمیں مختلف الوان کی ترکیب سے بنائی گئی ہیں۔ جابجا کتاب، قبر، منارہ، زنجیر، مجمر اور گلدان کی تصویریں ہیں۔ متعدد موقعوں پر عربی و فارسی کے نسخ و نستعلیق کے خط طغرا منقوش ہیں جن میں سے ایک فارسی قطعہ یہ ہے

بر قصر عمر تکیہ مکن، استوار نیست
در دار بیقرار کسے را قرار نیست

خوش منزلست دنیہ (۲) رونق بچشم ما
خوش دولتیست عمر ولے پائدار نیست

اس جامع مسجد کی بنا علی عادل اول نے ڈالی تھی۔ محراب کے ایک کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ طلائی کام سلطان محمد عادل کے عہد میں سنہ ۱۰۴۵ ہجری کے اندر تیار ہوا۔ مسجد کا فرش نہایت صاف و شفاف ہے۔ سادہ جدولوں میں ۲۲۵۰ سے زیادہ مصلے بنے ہوئے ہیں۔ مشہور روایت یہ ہے کہ یہ مصلے کی سطریں اورنگ زیب نے کھچوائی تھیں۔

(آثار محل)

یہ عمارت گو خوبصورت نہیں، لیکن بیجاپور کی مقدس ترین عمارت سمجھی جاتی ہے۔ جسطرح حسب روایت مشہورہ دوسرے مقامات میں موے مبارک نبوی کا وجود ظاہر کیا جاتا ہے، اسی طرح حکومت عادلشاہی میں بھی یہ تبرک مکہ شریف سے ایک بزرگ لائے تھے۔ اسی کے لیے سلطان محمد عادل نے سنہ ۱۱۱۱ھ میں اس عمارت کی بنیاد ڈالی۔ اسی عمارت میں عادلشاہی

آثار محل - عادل شاہی کتب خانہ کی عمارت

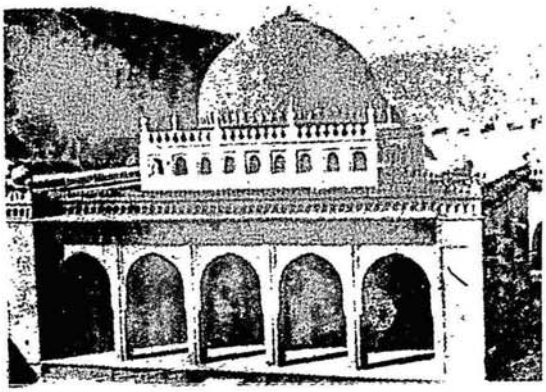

کتبخانہ اور دیگر نادر آثار علمیہ بھی تھے۔ اب صرف خالی الماریاں پڑی ہیں۔ مشہور ہے کہ حکومت کی عزت کے ساتھ یہ نادر خزانہ بھی یورپ کو منتقل ہوگیا۔

اس قصر مقدس و عامی کے بعض کمرے اب تک عجائب صنعت و مصوری کے نمونے ہیں۔ دیواروں کی تمام سطح رنگین گل بوٹوں، انسانی نقشی صورتوں، جام و صراحی اور درخت و گلزار کی تصویروں اور بیلوں سے منقش ہے۔ ایک الماری میں قدیم صنعت و دستکاری کے ریشمی غلاف، کمخواب کے پردے، اور ایران کے بیش قیمت قدیم طرز کے قالین نہایت بد احتیاطی سے پڑے ہیں اور اب تک یورپین سیاحوں کے لیے ایک حیرت انگیز تماشہ کا کام دیتے ہیں۔ سامنے ایک خوبصورت مربع حوض ہے جو کسی حیرتناک قدیم طریق آبرسانی سے ہمیشہ لبریز رہتا ہے۔

عادل شاہ کا مقبرہ

ایک جگہ فارسی کا منظوم کتبہ کندہ ہے جسکے چند اشعار یہ ہیں:

بدان کشور کہ آثار تو باشد
جہاں را چشم دیدار تو باشد
برائے عاصیاں فضل تو وافیست
اگر موے ز فضل نست کافیست

مبارک منزلے خوشتر ز بستاں — بود خاکش دوائے دردمندان
زہے جائے کہ عرشش همقریں است — ستونش ہر یکے چوں رکن دیں ست

آخریں اشعار یہ ہیں جنسے ناظم کا تخلص " آفریں " معلوم ہوتا ہے:

بر آور آفریں دست دعا را — کہ روز حشر می یابی جزا را
بود آثار هستی تا جہاں را — خدا پاینده دارد ایں مکاں را

سنہ ۱۱۱۱ھ

(۲) یہ مصرع غلط معلوم ہوتا ہے " دنیہ " غالباً دنیا ہے لیکن اصلی کتبہ میں ایسا ہی ہے۔

مجلدات الہلال

درخواست کا آخری موقعہ

الہلال جلد اول کی جسقدر ششماہی جلدیں دفتر میں باقی تھیں سب فروخت ہوگئیں۔ دوسری کی بمشکل چند جلدیں نکل سکیں گی، یہی حال تیسری کا بھی ہے، اور چوتھی اور پانچویں کے نسخے بھی بیس پچیس سے زیادہ نہیں رہے۔ یہ جلدیں بلحاظ اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے جو کچھ حیثیت رکھتی ہیں، وہ نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان اکثر حصص عالم سے پوشیدہ نہیں۔ جن حضرات کو یہ سرمایہ مطلوب ہو، وہ اسے آخری اعلان سمجھیں اور جلد درخواست بھیجیں، قیمت کیلیے لوح کا آخری صفحہ ملاحظہ ہو۔ درخواستیں دفتر البلاغ کے پتہ سے آئیں۔

دارالارشـــاد

یا قوم! اتبعون، اهدکم: سبیل الرشاد (۲۸:۴۰)

رفتم که خار از پاکشـم، محمل نہاں شـد ازنظر
یک لحظه غافل گشتم و صد ساله را هم دور شد!

(۱) گذشته سال بماہ رمضان المبارک میں (الذي انزل فیه القرآن) " دارالارشـــاد " کي بنیاد رکھي گئي تھي - اراده تھا که اسي سال سے تعلیم و ارشاد کا سلسله بھي شروع کردیا جاے - لیکن مشیت الٰهي مساعد نه ھوئي - و عرفت ربي بفسخ العزائم :

مثال ما: لب دریا و آب و مستسقي ست
دهند شوق، ولے رخصت نظـــر نه دهند!

(۲) موجوده حالت یه ھے که مدرسه کا ھال طیار ھوچکا ھے - صرف جزئي و بیروني تـکمیل باقي ھے - لیکن جب تک اس کے ساتھه ایک دوسري عمارت طلباء کے قیام کے لیے بھي طیار نه ھوجاے، اس وقت تـک وھاں کام شروع نہیں ھوسکتا - عمارت کا مقام شہر سے باھر ھے اور یه ممکن نہیں که شہر میں قیام کرکے اس سے کام لیا جاے - طلباء کے کمروں کي تعمیر کے لیے ابھي اقلاً دس پندره ھزار روپیه اور ھونا چاھیے : و ما ذالک علی الله بعزیز -

(۳) کمروں کي طیاري کا انتظار میں کرسکتا ھوں لیکن نه تو میری زندگي کرسکتي ھے جس کا قیام نا معلوم ھے، اور نه زمانه کرسکتا ھے جس کي رفتار ھمارے ارادوں اور امیدوں کي پابند نہیں :

با ینکه کعبه نمایاں شود ز پا منشیں
که نیم گام جدائي ھزار فرسنگ ست

پس متوکلاً علی الله اس عاجز نے پچھلے دنوں فیصله کرلیا که سر دست ایک کرایه کے مکان ھي میں سلسلۂ تدریس و ارشاد شروع کر دیا جاے - اگر توفیق الٰهي نے چاره سازي فرمائي اور عمارت مکمل ھوگئي تو وھاں مدرسه منتقل کردیا جا ئیگا:

تا نہـــال آرزو کے بر دهـــد
حـالیا رفتیم و تخمے کاشـــتیم

(۴) زیاده تر یه امر بھي اس کا باعث ھوا که اپني حالت دیکھتا ھوں تو روز بروز صحت جواب دے رھي ھے اور ضعف و اضمحلال بڑھتا جاتا ھے - نہیں معلوم مشیت الٰهي کیا ھے اور کونسا وقت آنے والا ھے ؟

فمن شاء فلینظر الي فمنظـــري
نذیر الی من ظن ان الهوی سهل

اگر پیام اجل ســـر پر آ پہنچا (و ان اجل الله لات) تو آه کس سے کہئیے اور کون جانتا ھے که اس مشت خاک کے ساتھه کیا کیا چیزیں ھیں جو سپرد خاک ھونگي، اور فیضان الٰهي نے اپنے فضل مخصوص سے کیسے کیسے دروازے علوم و معارف کے اس عاجز پر کھولے ھیں، جو بغیر اس کے که ایک طالب صادق و صالح بھي ان سے گذرے، بند کے بند ھي رہ جائیں گے :

جوهر بنیش من در تـــه زنـــگار بماند
آنکه آئینۂ من ساخت نه پرداخت دریغ!
تو نظیريؔ ز فلک آمده بودي چو مســـیح
باز پس رفتي و کس قدر تو نه شناخت دریغ!

جو کچھه اب تک زبان و قلم کے حوالے ھوا، وه اس کے مقابلے میں که اُبلتے ھوے چشمے اور بھڑکتے ھوے شعلے کیطرح سینه میں جوش زن ھے، علم الله که ایک قطرۂ دریا اور ذرۂ صحرا سے زیاده نہیں - علی الخصوص " قـــرآن حکیم اور علوم و معارف نبویه (علی صاحبها الصلواة و التحیة) کے متعلق تو یقین کرنا چاھیے که اب تک ھزار میں سے ایک بات بھي جي بھر کے نه کہسکا، اور جو کچھه کہا گیا، اُس کے لیے بھي اے صد ھزار حسرت و داغ، که نه تو بقدر شوق وسعت گفتار پائي، اور نه بقدر همت سامان و وسائل ھي ھاتھه آے - اب سے آٹھه سال پہلے میں نے ایک قصیدے کي تشبیب میں کہا تھا :

هر موج معاني که ز جیحون دلم خاست
تا ســـاحل لب آمده بر تافت عناں را

(۵) اگرچه اس لیے که تاریکي شدید تھي، اور اس لیے که جب اندھیري ھو تو ایک ٹمٹماتا ھوا دیا بھي بہت ھوتا ھے، جو کچھه بھي اس عرصه میں حوالۂ قلم و زبان ھوا، الله تعالی نے اُسے رفعت ذکر و قبولیت تامه عطا فرمائي، اور بے شمار مومنین راسخین و طالبین صادقین کے دلوں کو اُس کے لیے کھول دیا - حتی که کہا جا سکتا ھے که قرآن حکیم و معارف نبویه کے درس و بصیرة، اور احیاء سنت و امر بالمعروف کي دعوت و تذکیر کا ایک نیا دور اُس سے شروع ھوگیا : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء - تاھم اپني نظر اس پر نہیں ھے که جو کچھه ھوا وه کتنا اور کیا ھوا ؟ دیکھنا یه ھے که جو کچھه ھو سکتاتھا اور ھونا تھا، افسوس که وه نه ھوا :

وهبت علی مقـدار کفي زمانه
و نفسي علی مقدار کفك یطلب!

وه علیم و حکیم ھي بہتر جانتا ھے که اُس نے اپنے فضل مخصوص سے گذشته چھه سات سالوں کے اندر نه صرف قرآن حکیم بلکه تمام علوم اسلامیه کے درس و بصیرة کے کیسے کیسے غیر مفتوح دروازے اس عاجز پر کھولے ھیں، اور کشف سرائر و خفایاء محجوبه، و تفحص حقایق و معارف مستوره، و تحقیق غرائب و نوادر، و فیصلۂ مذاھب و مشارب، و تطبیق اختلافات متضاده، و انشراح بصائر و عوارف مخصوصه کي کیسي کیسي عجیب و غریب نعمتیں عطا فرمائي ھیں ؟ علی الخصوص یه انعام جلیل اور فیض عظیم که اختلافات مذاھب و مشارب اور محدثات علوم و مسائل کي تقریباً ھر شاخ میں سلف صالح کے مذھب و مشرب کو (که فی الحقیقت الدین " الخالص " کا مصداق حقیقي ھے) اس عاجز پر منکشف کردیا، اور مومنین اولین (الذین سبقونا بالایمان) کے منهاج قویم و صراط مستقیم پر کاربند ھونے کي توفیق مرحمت فرمائي - یه وه انعام خاص ھے جس سے صدھا رھروان منزل محروم رھے، اور جب تک ھدایت رباني، و توفیق الٰهي، و انوار مقتبسۂ مشکواة نبوت رھنمائي نه کریں، اس مقام کا حصول و وصول ممکن نہیں - بلکه اس مقام کي حقیقت و فضیلت کو بھي ھر مدعي سمجھه نہیں سکتا :

راھے که خضر داشت ز سر چشمه دور بود
لب تشنـــگي ز راه دگر برده ایم ما!

(۶) اگر ایک شخص مسلمانوں کي تمام موجوده تباه حالیوں اور بد بختیوں کی علت حقیقي دریافت کرنا چاھے، اور ساتھه

هي يه شرط بهي لگا دے كه صرف ايک هي علت اصلي ايسي بيان كي جاے جو تمام علل و اسباب پر حاوي و جامع هو ' تو اس كو بتايا جا سكتا هے كه " علماء حق و مرشدين صادقين كا فقدان اور علماء سوء و مفسدين دجالين كي كثرت " : ربنا انـــا اطعنا سادتنا و كبراءنا فاضلونا سبيلا ! اور پهر اگر وه پوچهے كه ايک هي جمله ميں اس كا علاج كيا هے ؟ تو اس كو امام مالک رحمة الله عليه كے الفاظ ميں جواب ملنا چاهيے كه " لا يصلح اخر هذه الامة الا بما صلح به اولها " يعني امت مرحومه كے آخري عهد كي اصلاح كبهي نه هوسكے گي ' تاوقتيكه وهي طريق اختيار نه كيا جاے جس سے اس كے ابتدائي عهد نے اصلاح پائي تهي - اور وه اس كے سوا كچهه نهيں هے كه قرآن حكيم كے اصلي و حقيقي معارف كي تبليغ كرنے والے مرشدين صادقين پيدا كيے جائيں -

(٧) بڑي مصيبت يه هے كه قرآن حكيم كي تعليمات كريمه كے جو حقيقي معارف و بصائر تهے اور جن مقاصد عظمى كے ليے اس كا نزول هوا تها ' وه صديوں سے بالكل بهلا دیے گئے هيں ' اور يقيناً وه وقت آگيا هے جس كي نسبت كها جاتا تها كه قرآن كے انوار و بركات زمين سے اٹها ليے جائينگے ' اور جب لوگ تلاوت كے ليے صحائف كهوليں گے تو اس كے اوراق كو بالكل ساده و غير منقوش پائينگے - يه سچ هے كه قرآن حكيم كے الفاظ و حروف ابهي نهيں اٹهائے گئے هيں ' ليكن بلاشبه اسكے معاني و معارف تو ضرور اٹها ليے گئے ' اور گو كاغذ پر لكهے هوے نقوش ابهي محو نه هوے هوں مگر دلوں كے صفحات تو يقيناً ساده رہ گئے هيں : وقال الرسول : يا رب ! ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا ! اور يه سب كچهه اس ليے هے كه قرآن كے انوار و بركت عوام امت هي سے سلب نهيں هوے ' بلكه ان لوگوں كے دلوں سے محو هوگئے جن كے هاتهوں ميں عوام كي هدايت اور تمام عالم كے ليے قرآن كي تبليغ تهي ' جب خود خواص امت اور اصحاب درس و علوم كو قرآن حكيم سے اس قدر بعد و هجر هو جاے كه " جلالين " و " بيضاوي " كے سوا اور كچهه نه ديكهه سكيں ' اور " مدارك " و " خازن " سے الگ هوكر ايك آيت پر بهي تدبر نه كرسكيں تو پهر ظاهر هے كه عامهٔ اهل اسلام كے فهم و بصيرت كا كيا حال هوگا ؟

او خويشتن گم ست كرا رهبري كند ؟

قرآن حكيم نے ان لوگوں كي نسبت كها تها جو ايمان بالله و اليوم الاخر سے محروم هيں : و اذا قرات القرآن ' جعلنا بينك و بين الذين لا يومنون بالاخرة حجابا مستورا - افسوس كه آج مدعيان ايمان و علم كا يه حال نظر آتا هے :

عار دارد كفر از ايمان من ! !

(٨) چار سال پيشتر كا واقعه هے كه مشيت الهي نے اس عاجز كي رهنمائي كي اور " الهـــلال " نے قرآن حكيم كي تبليغ و دعوت كي صدا از سرنو بلند كي - ليكن اس عرصه ميں جو كچهه هوا وه ايک دعوت عام تهي جس كے ذريعه فهم و بصيرت قرآن كي نئي راهيں عوام و خواص نے اپنے سامنے ديكهيں ' اور قرآن حكيم كے عشق و شيفتگي كا ايک نيا ولوله دلوں ميں پيدا هوگيا - تاهم اس دعوت كي دوسري منزل ابهي باقي هے ' اور وهي فى الحقيقت اهم تر مقام سعي و تعب هے ' يعني قوم ميں بكثرت ايسے افراد پيدا كيے جائيں جو انهي راهوں پر چل كر قرآن حكيم كے علوم و معارف كو به تكميل حاصل كريں ' اور ان كے ذريعه قوم ميں ارشاد و هدايت اور احياء دعوت و ذكر كا عملي سلسله بالعمل شروع هو سكے -

(٩) همارے كاموں كي بڑي قسميں صرف دو هي هيں : مسلمانوں كي داخلي اصلاح و احياء علم و عمل - اور غير قوموں ميں اسلام كي تبليغ -

يه دونوں كام بغير كسي ايسي جماعت كي موجودگي كے انجام نهيں پاسكتے - جسقدر تحريكيں ' انجمنيں ' كانفرنسيں ' اور متفرق كوششيں بغير اس كے هوں گي ' وه اسي طرح ضايع جائيں گي جس طرح اب تک ضايع جاچكي هيں - والقصـــه بطـــولها -

(١٠) دار الارشاد كے قيام كا مقصد يهي هے كه دعوة الى القرآن كي اس دوسري منزل كا سرو سامان هو ' اور تهوڑے وقت اور بهت زياده صرف علم و فكر سے ايک ايسي جماعت پيدا كي جاے جو قرآن حكيم كي دعوت و تبليغ كي خدمت اور اصلاح و ارشاد امت كا فرض انجام دے سكے : وما توفيقي الا بالله ' عليه توكلت و اليه انيب !

دار الارشـاد كا افتتـاح

(١) چنانچه الحمد لله كه ماه مقدس ذوالحجه سے دار الارشاد كا افتتاح هو گيا اور سلسلهٔ درس جاري هے -

(اصول و شرائط داخله)

(٢) دار الارشاد ميں دو جماعتيں علوم عربيه اور انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا كي قائم كي گئي هيں ' تاكه انهيں قرآن حكيم كا درس دے كر ارشاد و هدايت امت كے ليے طيار كيا جاے - پس يه ايک طرح كا درجهٔ تكميل يا علوم القرآن كا ايم - اے كلاس هے - ابتدائي تعليم يا علوم آليه كا اس ميں كوئي حصه نهيں ركها گيا هے - البته انگريزي تعليم يافته طلبا كو بسبب ضرورت ايک جديد اور سهل الوصول طريقه سے عربي صرف نحو اور فن ادب كي تعليم بهي دي جاتي هے -

(٣) علوم عربيه كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود وه لوگ هيں جنهوں نے هندوستان كے عربي مدارس ميں درس نظاميه كي انتهائي كتابوں تک تحصيل كي هے ' يا كسي دوسرے نصاب كے ماتحت علوم مروجهٔ عربيه كو حاصل كيا هے - پنجاب كے مشرقي علوم كے سند يافته اور حيدر آباد كے مشرقي دار العلوم كے محصل بهي اس ميں داخل هيں -

(٤) انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود گريجويٹ هيں -

(٥) ليكن خاص حالتوں ميں ايسے طلباء بهي ليے جاسكتے هيں جنهوں نے اگرچه عربي يا انگريزي كي تكميل نهيں كي هے ' مگر اپنے ذاتي شوق و ذوق ' يا وسعت مطالعه ' يا قوت ذهن و فكر ' يا ملكهٔ تقرير و تحرير ' اور سب سے زياده يه كه خدمت دين و ملت كے ولوله و اخلاص كے لحاظ سے امتياز ركهتے هيں - كيونكه ايک طالب صادق اپنے جوش و اخلاص سے ان تمام نقصوں كو پورا كرسكتا هے جو كتابوں كے پڑهنے اور مدرسوں كي نشست ميں ره گئے هوں - بلكه سچ يه هے كه ايک طالب مخلص اپنے پاس وه چيز ركهتا هے جو مدرسوں كے كمروں ميں نهيں ملتي :

از منطق و حكمت نه كشايد در معشوق
اين ها همه آرائش افسانهٔ عشق ست !

(٦) جن اشخاص نے پرائيويٹ طور پر عربي يا انگريزي كي تحصيل كي هے ' وه بهي خصوصيات بالا كي بنا پر ليے جاسكتے هيں -

(طریق تعلیم)

(۷) اس تعلیم گاہ کي اولین اور بنیادي خصوصیت یہ ہے موجودہ طرز تعلیم ' و انتخاب کتب ' و انحصار مضامین سے اسے کوئي تعلق نہیں - اول سے لیکر آخر تک کوئي درس کتابوں کے ذریعہ نہیں دیا جاتا اور نہ کوئي لکھا ہوا اور چھپا ہوا کاغذ بجز قرآن حکیم کے معلم یا متعلم کے سامنے رہتا ہے - بلکہ تمام تعلیم قدماء اہل اسلام کے اصول پر محض زباني درس کے ذریعہ ہوتي ہے' جسے مومنین اولین نے " املاء " کے لقب سے موسوم کیا تھا اور آجکل یورپ اسے " لکچر " کہتا ہے -

(۸) مرکز تعلیم صرف قرآن حکیم ہے . ایات بینات' تبیانا لکل شيء' ہدی و رحمة لقوم یذکرون - لیکن اس مرکز کے دائرے میں وہ تمام چیزیں آ جائیں گي جو فہم و تبلیغ قرآن کے لیے ضروري ہیں - اور جو چیزیں ضروري نہیں ہیں' ظاہر ہے کہ انہیں اس قوم سے کوئي واسطہ نہ ہونا چاہیے جو صرف قرآن کے علم و عمل کے لیے دنیا میں آئي ہے -

(۹) گو اصل تعلیم قرآن حکیم ہے' لیکن یہ بمنزلہ نقطہ کے ہے اور اس کا دائرہ وسیع ہے - پس روزانہ درس کے علاوہ ایک درس ہفتہ وار بھي ہوتا ہے اور انشا اللہ مسلمانوں کي موجودہ تعلیمي زندگي میں وہ بھي ایک اہم و اعظم چیز ہوگي -

ان ہفتہ وار لکچروں کا مقصد یہ ہے کہ تمام علوم اسلامیہ مثلاً حدیث ' اصول حدیث ' فقہ ' اصول ' کلام ' بلاغت ' تاریخ وغیرہ پر ایسے مبسوط و حاوي درس دیے جائیں ' جن سے سامعین کو ان علوم کي تاریخ ' مختلف تغیرات و ترقیات ' عہد بعہد کي تبدیلیوں ' ان کے اہم مباحث و مسائل ' اختلافات و محاکمات ' اور نتائج و بواعث پر مجتہدانہ و محققانہ نظر پیدا ہوجائے ' اور ان تمام علوم کے اصول و فروع اور اطراف و لواحق کے متعلق جامع و حاوي معلومات بہ یک سماعت حاصل کرلیں -

یہ تمام درس نہایت وسیع مطالعہ و نظر اور تحقیق و کاوش کا نتیجہ ہونگے' اور قلمبند ہونے کے بعد علوم اسلامیہ پر بہترین رسایل و فصول ثابت ہونگے - -

درس علوم کا اصلي و صحیح طریقہ یہي ہے - نہ یہ کہ چند کتابوں کے صفحات و نقوش میں معلم و متعلم کي فکر و نظر کو مقید کر دیا جاے - یہ مقام تشریح و توضیح کا محتاج ہے اور علوم اسلامیہ کے تنزل کي تاریخ کا ایک اہم باب ' لیکن :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(مدت تعلیم)

(۱۰) اس درسگاہ کي ایک بڑي خصوصیت مدت تعلیم کا مسئلہ ہے اور دنیا نے اس بارے میں بڑي ٹھوکر کھائي ہے - لوگ سمجھتے ہیں کہ انساني فکر کي تربیت و تعلیم صرف بڑي بڑي مدتوں اور بہت زیادہ برسوں کے اندر مضمر ہے - حالانکہ اگر ایک طالب صالح ہو' تو اکثر اوقات برسوں کي جگہ صرف ایک صبح یا ایک شام کي صحبت و یکجائي ہي کافي ہوتي ہے - بلکہ صبح و شام کا بھي یہاں ذکر بیجا ہے - ارباب دل کے لیے تو ایک نگاہ راز آموز بھي بہت ہے - ایک اعرابي جب ایک جملۂ مختصر سنکر لا ازید و لا انقص پکار اٹھا تھا' تو غور کیجیے کہ اس کے لیے کیا باقي رہ گیا تھا ؟ البتہ وہ بھي تھے کہ درس و اخذ بجاے خود رہا اپنے معلم الہي کو ایک نظر دیکھنا بھي نصیب نہ ہوا ' حالانکہ ہمیشہ ہر روز دیکھتے تھے - و تراہم ینظرون الیک و ہم لا یبصرون -

پس دار الارشاد کي بڑي سے بڑي مدت تعلیم ایک سال ہے اور وہ بھي ان لوگوں کے لیے جو تکمیل درس کے بعد کچھہ اور چیزوں کے بھي طالب ہوں - یا جو خود کہیں کہ ابھي پیاس باقي ہے - ورنہ عام طور پر صرف چھہ ماہ کافي ہوں گے - ہماري حالت دوسري ہے' اور آہستگي روي کا عہد ہم نے کھودیا ہے - اب صرف اس کي مہلت باقي رہ گئي ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوڑیں -

(۱۱) جو طلباء منتخب ہوتے ہیں' سردست ان کے کھانے پینے اور قیام کا بار مدرسہ اپنے سر لیتا ہے - ایک پختہ دو منزلہ ہوادار مکان میں جو شہر کے یوروپین کوارٹر میں واقع ہے وہ ٹھہراے جاتے ہیں - تا آنکہ قرار دادہ تعداد سے زیادہ درخواستیں آجائیں -

(۱۲) قرار دادہ تعداد سے مقصود یہ ہے کہ جتنے بھائیوں کي خدمت اس عاجز کے امکان میں ہے' ان سے زیادہ درخواستیں آ جائیں - کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کام کے لیے میں نے کوئي چندہ جمع نہیں کیا ہے اور نہ کوئي باہر کي مالي اعانت میرے ساتھہ ہے - قوم کے امراء و روساء جس طرح کے کاموں کي اعانت کرنے کے عادي ہیں - اس طرح کے کام میں کہاں سے لاؤں ؟ پس مجبور ہوں کہ جسقدر بحالت موجودہ خود کر سکتا ہوں کروں و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

(۱۳) ضروري مخارج اکل و شرب و قیام کے علاوہ کوئي وظیفہ یا معاوضہ میرے پاس نہیں ہے' اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بیس پچاس روپیہ وظیفہ لے کر دین و ملت کي خدمت کے لیے طیار ہونا چاہتے ہیں ' وہ آیندہ بھي قیمت چکاے بغیر خدا کے ساتھہ معاملہ نہ کرسکیں گے - اس راہ کي اولین شرط ایثار و قرباني ہے - اگر بتمامہ نہ ہو سکے تو اقلاً قناعت تو ہو -

(۱۴) قوم میں جو دردمند اور اسلام خواہ گریجویٹ اور انگریزي کے تعلیم یافتہ نوجوان ہیں' ان سے خاص طور پر یہ خطاب ہے - ان کو سونچنا چاہیے کہ دنیا کے لیے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے سالہا سال میں طیار ہوتے ہیں - کیا خدا اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کے لیے بلا صرف چھہ ماہ بھي نہ دے سکیں گے ؟ چھہ مہینے کي مدت تو وہ چھوٹا سا زمانہ ہے جو اکثر ڈپٹي کلکٹري کي محض امید و عشق ہي میں بسر ہو جاتا ہے - وقت ہے کہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھا ئیں اور چند مہینے یوں بھي بسر کر دیکھیں - ممکن ہے کہ ان کا دل ہزار سودا اور ساري راہیں چھوڑ کر صرف اسي راہ کا ہو رہے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

یا ایہا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ہو الغني الحمید -

فقیر ابو الکلام کان اللہ لہ

البیان

فی

مقاصد القرآن

هذا بیان للناس، وهدی ورحمة لقوم یومنون

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، از خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے!

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے۔ ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طبع کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ ۱۵ - صفر کو شائع ہو جائیگا - قیمت سالانہ آخر محرم تک چار - روپیہ بعد کو ۵ - روپیہ -

اطلاع ضروری

ان حضرات سے جو بحمد اللہ ہمارے ہر طرح کے کاروباری اعلانات پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور الحمد للہ انکی تعداد وسیع ہے) امید کی جاتی ہے کہ اگر ترجمان القرآن اور البیان کی خریداری منظور ہوگی تو انکی درخواست کو اشاعت پر اٹھا نہ رکھینگے، بلکہ اس اعلان کو دیکھتے ہی فوراً پیشگی قیمت بذریعہ منی آرڈر " البلاغ پریس " کے نام بھیجدینگے - کیونکہ مالی مشکلات کی وجہ سے سخت دقتیں پیدا ہوگئی ہیں - پیشگی روپیہ اگر اچھی مقدار میں آگیا تو اس سے پریس کو بہت بڑی مدد ملیگی - ساتھہ ہی ان حضرات کو یہ فائدہ ہوگا کہ نسبتاً کم قیمت میں دونوں کتابیں ہاتھہ آئینگی - اس سے زیادہ بار کا ڈالنا ہماری عادت کے خلاف ہے اور امید ہے کہ ہزارہا احباب و مخلصین ہماری اس درخواست کو رد نہ کرینگے -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.